بڑھیا کا بیڑا
(کرامت غوث الاعظم)
تصنیف لطیف
حضرت فیض ملت مناظر اسلام
علامہ محمد فیض احمد اویسی
باہتمام: عطاء الرسول اویسی
ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موسوم بہ

بڑھیا کا بیڑا

اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت ودیگر رسائل

﴿تصنیف﴾

شیخ القرآن والحدیث صاحب تصانیف کثیرہ فیض ملت

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

﴿باہتمام﴾

عطاء الرسول اویسی

﴿ناشر﴾

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاول پور

کمپوزنگ : محمد فیصل شہزاد رشید چغتائی

دیباچہ

فقیر نے اس رسالہ کو بار اول ۸۱ ھ میں لکھ کر شائع کر لیا تو اکابر اہل سنت نے اظہار مسرت فرمایا لیکن اصاغر نے طعن فرمایا کہ اس معمولی بات پر اتنا بڑے دلائل کی ضرورت کیا تھی کاش اتنا زور کسی ذکر آرا' مسئلہ پر لگایا جاتا مجھے ان حضرات سے دکھ ہو گیا معلوم نہیں کہ مسلمانوں کی نظروں میں ہر چھوٹا مسئلہ بہت بڑا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے علم جہاد بند فرمایا اور فرمایا اگر زکوۃ میں سے ایک نکیل برابر بھی روکو گے تو بھی قتل و غارت ہو گی وہ نکیل کے لئے نہیں لڑ رہے تھے بلکہ اسلام کی قدر و منزلت کے لئے اور مخالفین کو بتا دیا کہ جسے تم معمولی سمجھ رہے ہو وہ ہماری نظروں میں اعلیٰ ہے بعینہ اسی طرح اسلاف کا طریقہ تھا کہ جب معتزلہ نے نفس کرامت کا انکار کیا تو اکابر اہل سنت نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔ قرآن و حدیث سے ایسے مسکت جوابات تحریر فرمائے کہ معتزلیت آخر بے بس ہو کر غم سے ملیامیٹ ہو گئی۔

اب بھی اگر چہ اعتراض کا نام دنیا سے ناپید ہے لیکن ان کے عقائد وہابیت کے رنگ میں ابھر رہے ہیں کہ ولی کی ہر کرامت کا محاسبہ کیا جارہا ہے اسے عقل کے گورکھ دھندوں میں پھنسایا جاتا ہے عوام بیچاروں کو قرآن و حدیث کا نام لے کر گمراہ کر دیتے ہیں فقیر بیکس نے درگاہ قادریت کی سخت توہین سمجھی کہ مشہور کرامت قرآنی معیار پر تول کے نہ دکھائے تاکہ عوام کو دھوکہ دینے والے زعم میں نہ رہیں کہ سنی فقیروں کے کشکول دلائل سے خالی ہیں آخر بفضلہ تعالیٰ اثم بکرم حبیبہ الاعلیٰ ﷺ ٹھوس دلائل سے مسئلہ کو واضح کر دیا اور کئی سالوں سے تاحال کسی منکر کو تردید کی ہمت نہیں ہوئی اور نہ ہی انشاء اللہ المولیٰ ثم انشاء حبیبہ الکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو جرات ہو سکتی ہے۔

فقط : فقیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی غفر لہ

بہاولپور۔ ۶ ج ا۔ ۱۳۹۶ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین محبوب سبحانی حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے بڑھیا کی آرزو پر دعا کر کے بارہ برس کا غرق شدہ بیڑا صحیح وسالم دریا سے باہر نکلوایا ۔ کیا یہ کرامت شرع کے مطابق ہے یا نہ اور یہ قصہ کسی مستند کتاب میں ہے یا ایسے ہی خوش عقیدت لوگوں کی ساخت ہے۔ بینوا توجرو۔

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم الحمدلللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰے الجواب ھو الموفق والملھم للحق ولصواب

تمہید

۱۔اہل سنت کا اجماع ہے کہ کرامت اولیاء حق ہیں خلافاًالمعتزلہ ؎

۲۔اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ وہ کرامات جو ولی سے ظاہر ہوتی ہے وہ دراصل اسی نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے در حقیقت قدرت حق کا اظہار ہے کرامت کا منکر کرامت کا انکار نہیں کر رہا بلکہ اللہ کی قدرت کا انکار کرتا ہے ثابت ہوا کہ کرامت دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہوتی ہے چنانچہ اس تقریر کا اقرار مولوی اشرف علی تھانوی نے کتاب التکشف میں اعتراف کیا ہے اس قاعدہ کے سمجھنے کے بعد منصف المزاج صحیح الدماغ ایک آن کے لئے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے کہ محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑا دریا سے صحیح وسالم باہر نکال دے۔

؎ شرح عقائد میں ہے کرامات اولیاء حق ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں لا عبرۃ مخالفا المعتزلۃ وھو الباعۃ فی انکار العوامۃ (اویسی غفرلہ)

۳۔اور قادر قدیر کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ محض اپنی بندوں کی شان بلند کرنے کے لئے وہ کام جو خود کر سکتا ہے اپنے پیارے بندوں کے ذریعہ کراتا ہے تاکہ نادان لوگوں کو پیارے بندوں کی شان معلوم ہو جائے فقیر چند واقعات کو قرآنیہ درج کرتا ہے تاکہ محبوب سبحان رضی اللہ عنہ کی کرامت کے ثبوت کے لئے توثیق وثیق ہو جائے۔

استدلال از آیات

تیسرے پارے میں سیدنا عزیر علیہ السلام کا قصہ اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر میرے مضمون کی تائید کیلئے کافی ہیں۔ سیدنا عزیر علیہ السلام جب سو سال کے بعد خواب سے بیدا ہوئے تو انہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **وانظر الی الی حمارك والنجعلك آية للناس والنظر الیٰ العاظم وكين انفشرها ثم نكسوها لحما .**

ترجمہ۔ اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نے نمونہ کیا ہے لوگوں کے واسے اور دیکھ ہڈیا کس طرح ان کو ابھارتے ہیں پھر ان کو پہناتے ہیں گوشت۔

اس واقعہ میں سو سال کے بعد گدھے کی بوسیدہ ہڈیاں جو اس وقت چورہ چورہ ہوئی پڑی تھیں کسی شے کو واسطہ بنائے اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کردیا چنانچہ فرمایا **كيف ننشزها الخ**

اس واقعہ کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا تاکہ کسی کو یہ تو ہم نہ رہے کہ احیاء الموتی کسی دوسرے کے ذریعہ سے کرتا ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار اپنے پیارے پیغمبر علیہ السلام کے ذریعے فرمایا چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا الہ العالمین تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے خلیل (علیہ السلام) میری قدرت پر تجھے اطمینان نہیں ہے پیارے خلیل علیہ السلام نے عرض

قال تعالیٰ و اذ قال ابراهیم رب ارنی كيف تحي الموتی قال اولم تو من قال بلی ولكن ليطمن قلبي قال فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك ثم اجعل علی اكل جبل منهن جزءً ثم ادعهن يا تينك سعياً ۔الآیۃ

کی الٰہی ایمان تو ہے مگر اطمینان قلبی کی خاطر عرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے پیارے
اب یہ کام خود تیرے ذریعہ سے کرتا ہوں اب اس طرح کیجئے کہ چار پرندے پکڑ کر ان کو
ریزہ ریزہ کر کے پہاڑ پر رکھ دیجئے ابراہیم علیہ السلام نے ایسے ہی کیا ان کے گوشت
پوست کو ریزہ ریزہ کر کے تمام ایک جز کر کے ان کے سروں کو تو اپنے پاس رکھ لیا اور باقی
اجزاء پہاڑ پر رکھ دیئے پھر ہر ایک کا نام لے کر بلایا تو جسم اپنے سروں سے آملے اور سب کے
سب زندہ ہو گئے (تفصیل فقیر کی تفسیر اویسی میں ہے)

اقوال : اگر اللہ تعالیٰ خود بلاواسطہ زندہ فرماتا تو جیسے سیدنا عزیر علیہ السلام کے واقعہ میں
گدھے کے متعلق فعل کا اسناد (**ننشز ھاثم نکسوھا لحماً**) اپنی طرف فرمایا یہاں پر
بھی ایسے ہی فرماتے نہیں بلکہ پیارے کی شان بلند کرنے کی خاطر سیدنا ابراہیم علیہ السلام
سے فرمایا۔**ثم د عھن یاتنیك سعیاً** اے میرے خلیل (علیہ السلام) آپ ان کو بلائیں
آپ کے بلاوے پر آپ کے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ جب سیدنا
خلیل علیہ السلام نے ایک ایک کا نام لیا تو وہ جانور زندہ ہو کر سروں کے بغیر دوڑتے ہوئے
ابراہیم علیہ السلام کے قریب آکر اپنے سروں سے مل گئے۔

ف : واقعہ کا سباق سیاق خود بتاتا ہے کہ پرندوں کو زندگی تو خداوند قدوس نے بخشی مگر
درمیان میں واسطہ ابراہیم علیہ السلام کے بلوانے کو بنایا تھا کہ نادان
نادان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قدرت تو اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے مگر شان بلند
کرنے کے لئے اظہار بندوں سے کرایا جاتا ہے۔

۲۔پارہ اول میں نبی اسرائیل کے مقتول کا قصہ بہت مشہور ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس قصہ
کے متعلق فرماتا ہے۔**واذقتلتم نفساً فادارءتم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون**
۔ترجمہ :اور جب کہ تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور

اللہ تعالیٰ نکالتا ہے جو تم چھپائے تھے

اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت مالدار تھا اس کی اولاد نہ تھی صرف دو بھتیجے تھے۔ ایک رات مال کی لالچ میں انہوں نے اسے مارڈالا اور اس کی لاش کو دو گاؤں کے درمیان ڈال دی۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان دونوں گاؤں والوں پر دعویٰ کر دیا وہ لوگ چونکہ اس فعل سے بے خبر تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس واقعہ کی صحت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کی۔ حکم ہوا کہ یہ لوگ گائے ذبح کریں۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ٹھٹھامت کرو صحیح واقعہ بتاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے اسی طرح کہا ہے انہوں نے کہا اچھا بتاؤ گائے کیسے ہے اس کا رنگ کیا ہے۔ کس کام کی ہے وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ نے سب تفصیل بتادی اب انہیں پتہ چلا کہ ان اوصاف کی گائے جو ایک یتیم کے پاس ہے وہ گائے یتیم سے بہت بڑی مہنگی لے کر ذبح کی جب گائے ذبح کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **فقلنا ضربوہ ببعضھا**۔ یعنی پھر ہم نے کہا مارو اس مردہ کو اس گائے کا ایک ٹکڑا لفظ بعض سے مراد مفسرین نے زبان لی ہے بعض مفسرین کہتے ہیں سیدھی ران کا ایک ٹکڑا تھا بعض کے نزدیک کان ہے بعض کے نزدیک دم کی ہڈی ہے بہر حال اس مردہ گائے کے بعض حصہ کو مردہ آدمی سے لگایا گیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور تمام واقعہ بیان کر کے مر گیا (کذافی مظہری ص ۴۴ ج ا خازن ص ۷ ۵ صادی ص ۷ ۳ ج او غیرہا) تقریباً تمام تفاسیر میں یونہی ہے اختصاراً و تطویلاً بطریق مختلفہ و الفاظ متنوعنہ۔

اقوال : واقعہ میں تین چیزیں قابل غور ہیں (اولاً) یہ کہ جب اللہ تعالیٰ قادر قدیر ہے کن سے تمام کائنات پیدا فرما سکتا ہے اب مقتول کے زندہ فرمانے سے کونسا اشکال تھا کہ نہ تو خود زندہ فرماتا ہے اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ تم میری اجازت سے مردہ کو

زندہ کرلوبلکہ انہیں گائے کے ذبح کرنے پر مجبور کردیااور وہ بھی خاص قسم کی جس میں بہت بڑے لمبے شرائط ذکر فرمائے بہر حال اس طوالت میں کوئی حکمت مضمر ہے مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری ص ۴۴ج ۱میں فرماتے ہیں۔

شرط فیه ماشرط لما جریٰ عادته تعالیٰ فی الدنیا بتلعیق الا شیاء بالا سباب الظاهرة ۔

یعنی اللہ تعالی نے ابتداًاس لئے مردہ کو زندہ نہ فرمایااور اسے چند شرائط کیساتھ مشروط فرمایااس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ ہے کہ اشیاء کواسباب ظاہر سے متعلق فرمایاکرتا ہے۔

ف : انہی اسباب سے انبیاء واولیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی مدد ہے تفصیل فقیر کی تصانیف میں ہے۔

(ثانیاً) یہ کہ اپنی قدرت کا مظہر گائے کو کیوں بتایا۔ حالانکہ گائے کی بجائے اگر موسیٰ علیہ السلام کو مظہر بناتے جواس کی قدرت کے مظہر اعلی بھی ہیں اور قوم کے نبی بھی اور قوم کوان کے معجزے دیکھنے کی ضرورت بھی تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی قدرت کے اظہار پر دین کو فائدہ بھی تھا۔ کہ معجزہ دیکھ کر شاید بعض لوگ ایمان لے آتے اور اس کی وجہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ **و کان لله فیه حکمة وذالك انه کان فی بنی اسرائیل رجل له ابن صغیر و کان له اعجد افی ابها الی منیفة و قال اللهم انی ستودعك هذا لعجل لانبی حتی یکبر و مات الرجل فضارت العجل فی المنیفة عواناً و کانت تهرب من کان رأته** الخ۔ یعنی اس میں حکمت یہ تھی کہ نبی اسرائیل میں ایک مرد تھانیک اور اس کاایک چھوٹا لڑکا تھااپنی موت کو جب قریب دیکھا۔ تو بچے کے لئے ایک بات سوجھی وہ یہ کہ اس کے گھر ایک گائے کابچھڑا تھااور اسے جنگل میں

لے جا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کی یا اللہ یہ بچھڑا تیری امان میں ہے میرے بیٹے کے لئے جب تک وہ بڑا نہ ہو یہ گائے تیرے سپرد ہے۔

چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ وہ گائے جنگل میں رہتی جس جس کو دیکھتی ڈر کے مارے بھاگ جاتی۔ الخ۔ (اخرجہ بن جریر عن ابن عباس ہو تو فا مظہری ص ۲۴ ج ۱) (ف) اس سے اولیاء اللہ کی شان کا اندازہ لگا یئے۔

(ثانیاً) یہ کہ گائے کے بعض کے ساتھ لگانے سے زندہ کرنے کے کیا معنی اس کے متعلق بزرگوں نے فرمایا ہے کہ گائے سبب ظاہری بھی ہے اور ولی کے ساتھ متعلق بھی اللہ تعالیٰ اس طویل بیان سے یہ ظاہر فرمایا کہ میری قدرتوں کا اظہار میرے اولیاء کے متعلقات سے بھی ہوتا ہے دیکھئے اس گائے کا حال کہ جب اسے ولی سے نسبت ہوئی تو ہمیں اس سے ایسا پیار ہوا کہ اسے مظہر قدرت بنادیا کہ اس کے ذریعہ مردہ زندہ کردیئے۔

ان وجوہ کے بعد

نادان لوگوں سے پوچھئے کہ کیا محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گائے کی دم کی ہڈی سے بھی کم ہیں جب ولی کی گائے مردہ زندہ ہونے کا سبب بن سکتی ہے تو ولیوں کے ولی اور غوثوں کے غوث کی دعائیں مردہ زندہ کرنے کی تاثیر کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے ایک مردہ کو ایک ولی کی گائے کی ایک ہڈی سے زندہ فرمایا تو کونسا اشکال ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی دعا سے مردہ زندہ کردے بھائیوں یہ وہ لوگ غوث اعظم کی کرامات کا انکار نہیں کررہے بلکہ اسی انکار سے دراصل قادر قدیر کی قدرت سے منکر ہو رہے ہیں ((ولکن لایشعرون))ان واقعات قرآنیہ سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی شان کو ظاہر کرنے کے لئے اپنی قدرت بالخصوص مردوں کو زندہ کرنے کا اظہار بندوں سے کراتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم میں کسی جگہ پر کوئی ایک ایسا بیان فرمایا ہو جس میں

محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے قصے کے مطابق ہو اور وہاں بھی بعینہ یہی بات ہو ہاں پارہ دوم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم ترالی الذین خر جو من دیارھم و ھم الوف حذرالموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیا ھم ان اللہ لذوا فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔

یعنی اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر اس نے انہیں زندہ فرمادیا بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنیوالا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ علاقہ واسطہ میں ایک بستی بنام داوردان تھی جہاں ایک بار طاؤن آیا۔ مالدار تو شہر کو چھوڑ کر جنگلوں میں بھاگ گئے غرباء وہاں رہ گئے قدرت کی شان بھاگنے والے بچ گئے اور جو نہ بھاگے اکثر ہلاک ہو گئے جب طاعون جاتا رہا وہ مالدار صحیح و سالم واپس لوٹ آئے غرباء نے کہا کہ یہ لوگ بڑے دانا تھے کہ بھاگ کر اپنی جانیں بچالیں ائندہ ہم بھی ایسا کریں گے اتفاقاً اگلے سال پھر طاؤن آگیا اب سارے شہر والے بھاگ کر کسی علاقہ میں چلے گئے بحکم خدا ایک فرشتہ نے چیخ ماری آناً فاناً سب ہلاک ہو گئے آٹھ دن تک ان کی لاشیں وہیں پڑی رہیں یہاں تک کہ پھوٹ پھوٹ کر سخت بدبو پھیلی اور آس پاس کے لوگ پریشان ہو کر ادھر آئے اور چاہا کہ انہیں دفن کر دیں مگر اتنے آدمیوں کا دفن کرنا نا ممکن تھا اسی لئے انہوں نے ان مردوں کے آس پاس اونچی چار دیواری کھینچ دی تا کہ یہاں کوئی درندہ نہ پہنچے اور وہ بھی بدبو سے محفوظ رہیں یہاں تک یہ یہ لاشیں بالکل گل سڑ گئیں اور ان کی ہڈیاں بکھر گئیں۔ اتفاقاً وہاں سے حزقیل کا گذار ہوا۔ آپ نے دعا کی تو یہ تمام لوگ زندہ ہو گئے جنہیں خوالکفل علیہ السلام کہا جاتا ہے گزرے اتنی ہڈیوں کو بکھرا ہوا دیکھا متعجب ہو کر کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ مولیٰ انہیں زندہ فرمادیجئے

وحی آئی کہ آپ انہیں پکاریئے۔ چنانچہ آپ نے پکارا اے ہڈیو! بحکم الٰہی جمع ہو جاؤ وہ تمام جمع ہو گئیں پھر آواز آئی کہ گلے سڑے جسمو! بحکم خدا تم گوشت اور کھال پہن لو آواز دینے سے ایسا ہو گیا پھر آواز دی کہ گلے سڑے جسمو! بحکم خدا تم گوشت اور کھال پہن لو آواز دینے سے ایسا ہی ہو گیا پھر آواز دی اے مردو! اب رب تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑے ہو وہ سارے سبحانک اللھم ربنالك الحمد . لااله الا انت کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر یہ لوگ کئی سال زندہ رہے مگر ان کے چہرے مردوں کے سے تھے ان سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور اولاد میں کچھ خفیف سی بو تھی (روح البیان ص ۲۵۶ ج او دیگر تفاسیر معتبرہ میں یہ واقعہ موجود ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہ')

یہ واقعہ بعینہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے مطابق ہے اور اس واقعہ کو بلا انکار تمام مفسرین نقل فرمارہے ہیں۔ (اس آیت کے تحت تفسیر کبیر' تفسیر روح المعانی' بضاوی وغیرہ میں دیکھئے۔ خداوند قدوس کے پیارے نے ہڈیوں کو دیکھ کر دعا کی اور تین بار دعا کرنے سے ہزاروں کی تعداد کو عرصہ کے بعد زندہ کردیا حزقیل علیہ السلام کے اس قصہ کو ماننے پر کسی قسم کا اشکال نہیں کیا جاتا لیکن غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں طرح طرح کے اشکال سامنے آجاتے ہیں واللہ اعلم کیوں اب نہ ماننے والے حضرات نہ مانیں ان کی مرضی مگر ہم نے تفاسیر کی تائیدیں بھی پیش کردی ہیں علاوہ ازیں دیگر قرآنی ثبوت پیش کردوں کہ قادر قدیر اس سے بڑھ کر اولیاء کرام سے اپنی قدرت کے کرشمے دکھاتا ہے۔

۴۔ سورۃ طٰہٰ پڑھئے اور اس میں سامری کا حال دیکھئے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اب وہ نہیں ہیں تو سونے کے زیورات جلا کر گوسالہ کی صورت تیار کرلی اور اس میں سیدنا جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی اس مورت کے منہ میں ڈال دی کہ

جس کی برکت سے اس مورت سے آواز آنے لگی بنی اسرائیل اس کی پرستش میں شروع ہو گئے موسیٰ علیہ السلام واپس آکر ہارون علیہ السلام سے فرمایا یہ ساری حرکت سامری نے کی ہے موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو بلایا اور فرمایا۔ (فما خطبك يا سامرى) اے سامری اب تیرا کیا حال ہے اس نے اپنا واقعہ سنایا کہ جب فرعون کے غرق ہونے کا وقت قریب لیا تو (بصرت بما لم يبصروا به) میں نے وہ معاملہ دیکھا جو لوگوں نے نہیں دیکھا۔ یعنی جہاں جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی قدم رکھتی وہ جگہ سبز ہو جاتی تھی (فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذ تها و كذالك سولت لى نفسى) پھر اس مٹی کو میں نے ڈال دیا اسی صورت میں جو میں نے زیورات سے تیار کی تھی اور میرے دل کو یہی بات بھلی لگی یہ واقعہ پڑھنے کے بعد نتیجہ نکالئے کہ بچھڑا زیورات سے تیار ہوا اس سے قبل اس میں روح نہیں تھی اور بچھڑے کو کسی ولی اللہ کی دعا سے زندگی نہیں مل رہی بلکہ ایک فرشتے کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی سے اور مٹی ولی اللہ نہیں ڈال رہا بلکہ دشمن دین ہے اب سوچنے کی بات ہے کہ قادر قدیر نے ایک گھوڑی کے پاؤں کی مٹی میں (کہ جسے دشمن دین نے اٹھا کر زیورات کی ایک مورت میں ڈالا ہے) یہ تاثیر فرمائی ہے کہ اس جسم بے روح میں از سر نو روح پیدا کر کے زندگی دیدی کیا اولیاء کرام جس کے متعلق حدیث شریف میں ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں (لو اقسم على الله لابره)[1] بالخصوص غوث اعظم رضی اللہ عنہ (جو کہ تمام اولیاء کرام کے شہنشاہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب ہیں کہ اپنی منہ مانگی بات رب تعالیٰ سے منواتے ہیں) سے خداوند قدوس کو (معاذاللہ) ضد ہے کہ ناز برداری نہ فرمائے اور وہ بڑھیا کے ساتھ وعدہ کر لیں کہ تیری ساری بارات واپس کراؤں گا۔ پھر اس وعدہ سے انہیں شرمسار کرائیگا۔ بلکہ ہمارا رب وہ رحیم کریم ہے کہ ہم جیسے مجرم بھی اگر دعا کے لئے خالی ہاتھ

[1] اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہہ دیں کہ یا اللہ یہ کام کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے

اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندہ کے خالی ہاتھ دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے کہ اس کے خالی ہاتھ لوٹاؤں پھر ہم کہاں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کہاں جو عالی شان اور اعلیٰ نشان رکھتے ہیں اگر کوئی شخص ان کے وسیلے سے بہ توجہ تام اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے خود غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنیئے من استغاث بی فی کریة کشفت عنه و من تاری باسمی فی شدة فرجت عنه و من توسل فی حاجة فضیت له ۔ یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے مدد مانگے وہ تکلیف دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام پکارے وہ سختی دفع ہو اور جو کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے وہ حاجت روا ہو دیگر مقام پر فرماتے ہیں۔ (اذاسئلتم و الله فاسئلولی) یعنی جب تم اللہ سے سوال کرو تو میرے وسیلہ سے مانگو یہ مضامین باسانید صحیح غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے آئمہ دین و اکابر معتمدین روایت فرماتے ہیں ؎ انہی وجوہ کے پیش نظر کسی منصف مزاج کو انکار کی گنجائش نہیں کہ مطابق (کرامۃ الاولیاء حق)

محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات جو کہ دراصل قادر قدیر کی قدرت کا کرشمہ ہے اس سے وہ شخص انکار کرے گا جو دراصل قادر قدیر کی قدرت میں شک کرتا ہے ورنہ بات ظاہر ہے کہ ڈوبا ہوا بیڑا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی قدرت سے نہیں ترایا بلکہ رب کی قدرت کے ماتحت دعائے مستجاب سے یہ مشکل حل فرائی اس لمبی چوڑی تمہید و توثیق کے بعد اصل واقعہ کا اثبات کا ایک مستند کتاب سے سنیئے (سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار مطبوعہ ۱۳۳۰ھ بحوالہ خلاصۃ القادریہ من تصنیف لطیف شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ میں ہے کہ ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفریحاً دریا کی طرف تشریف لے گئے دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے کے لئے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئی مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی

؎ پوری تفصیل آئندہ صفحات کے قصیدہ فارسی میں ہے۔

سے بھر کر دریا کے کنارے پر رکھ کر چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی آپ نے رونے کا موجب خادم سے پوچھا ایک نے عرض کی کہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ اس بوڑھی کا ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کی شادی خانہ آبادی بڑے احتشام اور دھوم سے ہوئی بارات دلہن کے گھر گئی عقد و نکاح سے فارغ ہو کر بارات دلہن کو ہمراہ لے کر اپنے گھر چلے درمیان میں دریا عبور کرنا تھا کشتی پر سوار ہوئے بقضائے الٰہی ساری بارات ڈوب گئی اس وقت بارہ ہی سال گزرے ہیں مگر بڑھیا کے دل کی بے قراری ایسے ہی غم والم میں گرفتار ہے جس وقت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ نے واقعہ سنا فرمایا بڑھیا کو میرے پاس لاؤ بوڑھیا کو حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا تیری درد بھری فریاد سے میں بڑا متاثر ہوا۔

تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات اللہ تعالیٰ سے واپس دلوادونگا یہی وعدہ فرماتے ہوئے سر سجدہ میں رکھ دیا اور بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولیٰ اس بڑھیا کی بارات کو نئی زندگی دے کر بارات کو واپس لوٹا دے د تین بار اسی طرح عجز و زاری سے التجا کی آخر مالک قدیم نے محبوب کا کہنا خالی نہ کیا اور یکا یک دریا رحمت کو جوش آیا اور ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب اور گھوڑے اونٹ وغیرہ بارات صحیح و سالم باہر نکل آئی بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی قدموں پر گر پڑی آخر اجازت لے کر شہر میں چلی۔ شہر کو کرامت کا علم ہوا کئی بت پرست مشرف باسلام ہوئے۔

اقوال : کرامت کو فی نفسہ کرامت ماننا کافی ہوتا ہے مگر بعض لوگ قلبی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اولیاء کرام کی کرامت پر معترض رہتے ہیں یہ کرامت گزشتہ دلائل کی روشنی سے صحیح معلوم ہوتی ہے مولانا برخوردار ملتانی جو دیگر مفید تصنیفات کے مصنف ہونے کے علاوہ شرح عقائد جیسی مشہور و معروف کتاب کے محشی بھی ہیں اپنی کتاب غوث اعظم ص ۲۷۷ مطبوعہ ۱۳۳۳ھ میں فرماتے ہیں اس پیرزن کا قصہ ہر چھوٹے

بڑے کی زبان پر ہے اور سخت مشہور ہے اس کی شہرت ہی شہرت دلیل صادق معلوم ہوتی ہے اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں کہ بعض مردہ دل اس کرامت پر کئی قسم کے خدشات پیش کرتے ہیں کہ اتنی مدت مزید کے بعد بارات کا نکلنا دور از عقل ہے بجز اس سے کہ خلائق عالم قادر حشر ونشر کے آگے یہ امر کیا مشکل ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے ایمان میں فرق آتا ہے معجزات اور کرامات کو در حقیقت فعل اللہ ماننا ہے اس کے بعد چند دلائل اسی واقعہ کی توثیق کے لئے بیان فرمائے کہ حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں۔ **ثم یردله التکربن فیکون مایحتاج الیه باذن الله** ۔ یعنی بعد حصول فنا اتم جو کہ غایت احوال لبدال واقطاب ہے کبھی عارف کو تکوین کی خدمت دی جاتی ہے اور اللہ تعالی کے اذان کل یا اذان سے یا مایحتاج کو موجود کرلیتا ہے بہجتہ الاسرار میں حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کا مقولہ ذکر کیا ہے آپ نے فرمایا "**انا حجة الله علیکم و انانائب رسول الله و وارثه فی الارض یقال لی یا عبدالقادر تکلم یسمع منك** "یعنی میں زمین میں نائب و وارث سرور عالم ﷺ ہوں مجھے فرمایا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر رضی اللہ جو مانگنا ہو مانگ قبول ہوگا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فتوح الغیب کی شرح میں مقولہ تکوین کے نیچے بایں کلمات قلم فرسائی فرمائی ہے پستر ~ از رسیدن بمرتبہ فناولایت ولبدالیت۔ گاہے رو کردہ میشود سپردہ ے شودبوے پیدا کردن اشیاء و تصرف در اکوان کہ عبارت از خرق عادت و کرامات است پس یافتہ میشود تمام آنچہ اختیاج کردہ میشود بسوئے بدستوری خداو قدرت وے عزوجل یعنی در حقیقت فضل حق است کہ بردست ولی ظہور یافتہ چنانچہ معجزہ بردست نبی۔ پھر اس

~ یعنی ولایت کی ڈگریوں میں جب بندہ فنائیت ولبدالیت کے مقام تک پہنچتا ہے تو اسے عالم دنیا میں خرق عادت کے طور پر تصرفات کی اجازت مرحمت ہوتی ہے جو قدرت کا ظہور ہوتا ہے جیسے معجزات انبیاء قدرت کا ظہور ہوتے ہیں ۔ ملخصا فقیر اویسی غفرلہ

کے آگے چل کر لکھا ہے کہ۔ایں ۱؎ ردو تکوینؑ وعطاء تصرف در کائنات ثابت مذکور است بقول حق سبحانہ و تعالیٰ در بعض کتابہاوے کہ پیغمبران فرستادہ اے فرزند آدم المعنی تقول لشی کن فیکون۔

واقعہ مذکورہ کوئی ایسا مخفی نہیں کہ جسے صرف آج کل کے خوش عقیدت وابستگان دربار غوثیہ بیان کرتے ہیں بلکہ قدیم سے اس نے بہت بڑے علماء و فضلاء اور اولیاء کی قلم ولسان سے شہرت پائی چنانچہ مولانا برخوردار ملتانی محشی نبراس شرح شرح عقائد کا مقولہ آپ سن چکے ہیں آپ نے لکھا ہے کہ اس کی شہرت دلیل صدق معلوم ہوتی ہے اب ایک عارف غلام محی الدین قصوری ۲؎ رحمتہ اللہ علیہ (جو کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہ کے آخری خلیفہ کے علاوہ

قطب الوقت ہونے کے علم میں بے نظیر و بے مثیل تھے) کا قصیدہ دربارہ واقعہ ہذا درج کرتا ہوں یہ قصیدہ وہ مقبول قصیدہ ہے جسے عالم نبیل مولانا حیدر اللہ خان صاحب درانی مجددی نقشبندی نے اپنی کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی میں نقل کیا اور فقیر نے مولانا برخوردار ملتانی کی کتاب غوث اعظم سے لکھا ہے۔

۱؎ یعنی بندہ خدا کو تکوینیہ یعنی مردوں کا زندہ کرنا وغیرہ اللہ تعالیٰ سے عطاء ہوتا ہے۔بقول تعالیٰ کے اس نے اپنی بعض آسمانی کتابوں میں فرمایا اے میرے بندے تو میرا ہو جا جب تو میرا ہو جائے گا تو تو جسے بھی کہے گا کن ہو جا فیکون تو وہ ہو جائیگا۔

۲؎ مولانا غلام محی الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ بڑے خدار سید بزرگ تھے تحفہ رسولیہ میں اپنے صاحبزادہ کی ولادت کی خبر قبل از وقت دی اور نام بھی تجویز کر دیا اور بڑی بڑی کرامتیں ان سے ظاہر ہوئیں۔

ان کا علمی مرتبہ وہی جانتے ہیں جو ان کے سوانح سے باخبر ہیں مختصر طور پر فقیر نے اپنی کتاب تذکرہ علماء اہلسنّت میں لکھ دیا ہے۔

قصیدہ مع ترجمہ دربار واقعہ ہذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گویم نخستیں حمد حق		آں خالق ارض و سما
پہلے اللہ کی تعریف کرتا ہوں		کہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہے
قیوم قادر مقتدر		اہل طلب را رہنما
قیوم اور قادر مقتدر ہے		طالبان حق کا رہنما ہے
زاں پس درود مصطفیٰ		گویم بصد صدق و صفا
اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر		درود عرض کرتا ہوں نہایت صدق و صفائی سے
فخر الرسل خیر الوریٰ		ہادی سبل نور الہدیٰ
آپ رسولوں کے فخر اور تمام کائنات سے افضل		اور سیدھے راہوں کے ہادی اور ہدایت کے نور ہیں
بر آل و بر اصحاب او		بر جملہ احباب او
آپ کی آل و اصحاب اور		جملہ احباب پر اور
بر داخلان باب او		گویم ز جان و دل ثناء
انکے دروازہ اقدس پر پڑے ہوں		پر درود ہو جان و دل سے اسکی تعریف کرتا ہوں
مدح جناب محی الدین		آں غوث اعظم بالیقیں
جناب محی الدین کی مدح کرتا ہوں		آپ یقیناً غوث اعظم ہیں

محبوب رب العالمین	تن راتوں جان راا جلا
اور اللہ تعالیٰ کے محبوب	اور عاجزوں کا سہارا ت اور جان کی روشنی ہیں
دادش خدا قرب آں چنداں	کس نیست یارائے بیاں
اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا قرب عطاء فرمایا ہے	کہ کسی کو بیان کرنے کی طاقت نہیں
پائے شریفش رامکان	بر گردن کل اولیاء
اس بلند مرتبہ کا قدم	ہر ولی کی گردن پر ہے
باشد کراماتہائے او	چوں معجزات مصطفیٰ
ان کی کرامتیں سرور انبیاء	ﷺ کے معجزات کی طرح بیشمار ہیں
خارج زحد بیروں زعد	حدش نداند جز خدا
جن کی نہ کوئی حد ہے اور نہ شمار	سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو علم نہیں
مشتے ازاں خروارہا	یکدانہ زاں انبارہا
مشتے نمونہ خروار اور	اس انبار سے ایک دانہ
سرے ازاں اسرارہا	ظاہر بسازم برملا
ان اسرار سے صرف ایک راز	میں برملا ظاہر کرتا ہوں
روزے بطور خوشدلی	آں پیشوائے ہر ولی
کہ ایک دن بطور خوشی	وہ ہر ولی کے پیشوا

بہر تفرج شد خلی	از طرف صحرائے فضا
سیر کی خاطر جنگل کی طرف	کھلے میدان میں نکلے
ناگہ گذشتہ سیر او	بر ساحل بحر نکو
اچانک آپ کی سیر کا گذر	ایک عجیب دریا کے کنارے پر سے ہوا
یک پیرزن شد روبرو	نالہ وگریہ ہاؤہا
کہ جس پر ایک بڑھیا روتی چلاتی	زاری کرتی ہوئی حاضر ہوئی
قدش کماں زہ از عصا	تیرش ز آہ جانگزا
اس کا قد کمان اور اس کا زہ عصا	اس کا قد آہ جانگزا تھی
اشکش رواں چوں سیلہا	لرزاں و لغزاں دست وپا
سیلاب کی طرح سے آنسو جاری تھے	اور ہاتھ پاؤں کو لرزہ تھا
پرسید پیرش از کرم	از باعث آں درد و غم
اس بوڑھی سے مہربانی فرماکر	درد و غم کا موجب پوچھا
او خواندہ حرفے پرالم	از دفتر آں ماجرا
اس نے اپنے ماجرا کے دفتر سے ایک	پر درد عرض بیان کرتے ہوئے
گفتا کہ از باغ جہان	یک داشتم سر درداں
کہا کہ باغ جہاں سے	مجھے ایک سر درداں نصیب تھا

یعنی کہ فرزند جواں	بود دست پیری عصا
یعنی نوجوان بیٹا	جو کہ بڑھاپے میں میرا سہارا تھا
قصر سرور اافراختہ	کردم بر آتش رابنا
ایک مکان عالیشان تیار ہوا	شاید آگ پر اس کی بنا ہوئی
گشتہ برات اوروال	باکروفر خسرواں
اب بارات روانہ ہوپڑی	شاہوں کے کروفر کی طرح
آلات شادی درمیاں	دف ودہل قرناوٴنا
شادی کے اسباب کے ساتھ	دف۔ دہل۔ قرنانے وغیرہ
دادم بسے ہمراہ را	یکسر گداوٴ شاہ را
اس کے ساتھ بہت لوگوں کو بھیجا	جس میں بہت امیر وغریب تھے
چوں قطع کردم راہ را	آسودم از رنج وعنا
جب سفر طے ہوگیا	رنج وتکلیف دور ہوئی
آں طرف ثانی یکطرف	درہا کشاد از صدف
دوسری طرف والوں نے	صدف سے موتی کھولے
دادند سیم وزر بکف	کردند مہماں را عطا
بہت سیم وزر عنایت	ہوئے مہانوں کو

کردند حاضر اطعمہ	شیریں و شوریں ہمہ
طعام حاضر ہوئے	نمکین و شیریں
شاہی کباب و کورمہ شاہی کباب اور قورمہ	حلوائے چیں رومی پلاء اور چینی حلوے اور رومی پلاء
شریں برنج انبارہا	حلواؤناں خلوارہا
میٹھے چاول بہت	حلوہ پوڑی کا تو حساب ہی نہ تھا
تابندہ و فرخندہ خو	خوشبو سیر چوں نافہ جو
نہایت حسین اور مبارک عادت	بہترین خصلتوں والا
یک جلوہ دیدار او	صد دردمنداں را دوا
اس کے دیدار کا ایک جلوہ	دردمندوں کی دوا تھا
جود و جمالش آیتے	حسن و سخائش غایتے
اس کی سخاوت اور جمال اللہ تعالیٰ کی	آیت تھی اور نہایت حسین اور سخی
مشتاق او ذوا ییتے	محتاج او اہل بوا
مشہور لوگ اس کے مشتاق رہتے ہیں	اور پھر محتاجوں کا کیا پوچھنا
از خون و دل دادم لبن	جاں داد مش بر جان و تن
دل کے خون سے میں نے اسے دودھ دیا	اس کی جان و تن پر میں نے جان دیدی

فارغ نزدیکدم زدن	در خدمتش صبح و مساء
اس کی تربیت سے ایک لحظہ بھی میں فارغ نہ تھی	بلکہ اس کی خدمت میں شام و سحر حاضر باش تھی
دندان چوں شد دانہ خا	کردم زشیر اور اجدا
اس کے دانت جب پیدا ہوئے	تو میں نے اسے دودھ سے دور کیا
ہر چیز کم دادہ خدا	مصروف کردم در غذا
جو شے اللہ تعالیٰ نے مجھے دی	اس کی غذا پر میں نے صرف کر دی
چو دیدہ کردم پرورش	نادیدہا دادم خورش
آنکھ کی طرح اس کی پرورش کی	نایاب چیزوں کی خوراک دی

حاشیہ: بکسر الکاف دراصل کہ ام تھا۔

مندیل زریں بر سرش	نعلین سمیں زیر پا
سنہری رومال اس کے سر پر	چاندی کی نعلیں اس کے پاؤں میں
پوشاک آں پاکیزہ تن	مشروع ململ گلبدن
اس کے جسم کی پوشاک	اعلیٰ قسم کی ململ تھی
زربفت چین و خز ختن	دیبا با علام طلاء
چینی زربسنت ختن کاریشم	جس پر طلائی نقش منقوش تھے
بودم بردیش شادماں	داخل بسلک بیغمان

ہر دن رات مجھے اس کے	شغل میں بسر ہوتا رہا
چوں شد بقوت بال او	حیراں جہاں بر حال او
جب اس کے بال جمے	تو اس حال پر لوگ بڑے حیران تھے
شیر ژیاں پامال او مست شیر بھی اس کے سامنے عاجز تھے گفتم بدل از بند او	ہمدست شد با اژدہا اژدہائی طاقت رکھتا تھا بینم رخ فرزند او
دل میں خیال آیا کہ کہیں اس کا بیاہ کروں	تا کہ اس کی اولاد اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں
دادم ازاں پیوند او	با خاندان ذوالعلاء
چنانچہ اس کا عقد و نکاح	ایک عالی قدر خاندان میں ہو گیا
رسم شگوں شد ساختہ	اسباب شد پرداختہ
شادی کے رسوم تیار ہونے لگے	تمام اسباب تیار ہونے لگے
بادام و شکر بارہا	خمہاز آچار وابا!
کھانڈ و بادام کثیر تھے	اچار چٹنیوں کے خم پر خم تھے
دادہ جہاز آں ذوالقدر	زیور فزوں آوند زر
اس ذی قدر نے اپنی لڑکی کو جہیز دیا	زیور بے شمار اور سونے کے برتن
صد نافہ مشک تتر	صد نیفہ ثوب صفا
تاتار کے مشک کے کئی ڈبے	قسم قسم کے کپڑے

اسپاں مرصع زیں و قس	استر شتر ہابار کش
گھوڑے زین والے دیگر جانور	استر اور اشتر باربر دار
وھاں غلام ماہ وش	دیگر نفائس بے بہا
بے شمار حسین غلام	علاوہ ازیں دیگر نفیس اشیاء بہا
چونکہ بز ہرہ شد قرین	در ساعت نیکوترین
زہرہ کے ساتھ ہمارا ستارا قرین تھا	اچھی ساعت میں
گشتیم ز آنجا راہگزیں	باصد ہوس باصدر جا
ہم وانش روانہ ہوئے	بڑی خوشی اور بلند امیدواروں کیساتھ
در کشتی ایں بھر خوں	آمد برات از بخت دوں
اس خونی دریا میں کشتی پر سوار ہو کر	بارات داخل ہوئی
کشتی چوں گردوں شد نگوں	شد غرق طوفان فنا
کشتی الٹی تو تمام طوفان	میں غرق ہو گئے
نوشہ عروس و ہمرہاں	دو طرفتہ العین ناگہاں
وہ بادشہ کہ جس کا حکم بھی کن کا حکم رکھتا ہے نشتند در دریا نہاں دریا میں ڈوب گئے گویا وہ	طرفتہ العین میں اچانک سب گویا نہ بودہ گاہ بقا تھے ہی نہیں

از قصہ زال کہن		زدجوش دریائے عطاء
بڑھیا کے قصہ سے		ان کے دریا نے جوش مارا
گفتار کہ اے غمخوارہ		در دشت غم آوارۂ
فرمایا کہ اے بڑھیا غمخوردہ		غم کے جنگل کی آوارہ
سازم برایت چارہ		خواہم زحق بہرت دعا
تیرے لئے چارہ کرتا ہوں		اللہ تعالیٰ سے تیرے لئے دعا مانگتا ہوں
تازندہ گردد پور تو		ظاہر شود مستور تو
تاکہ تیرا بیٹا زندہ ہو جائے		اور تیرا چھپا ہوا بیٹا ظاہر ہو جائے
آساں شود معسور تو		از قدرت رب السماء
اور تیری مشکل آسان ہو جائے		آسمان والے رب کی قدرت ہے
پس پیر پیران خدا		در سجدہ شد پیش خدا
پھر اللہ والوں کا پیشوا		اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ ریز ہوا
باعجز زاری وبکا		شد ہمتش مشکل کشا
نہایت عجز زاری اور آہ و فغاں کی		آپ کی ہمت سے مشکل حل ہوئی
یارب مر آن اموات را		در جوف حوت اقوات را
اے میرے اللہ ان سب مردگان کو		جو مچھلیوں کے پیٹ میں پڑے ہوئے ہیں

ہر جز جز اشتات را	از فضل خود زندہ نما
ہر ایک ایک ریزہ ریزہ شدہ انسان کو	اپنے فضل و کرم سے زندہ کر دے
سر بسجدہ ہمچناں	کز جائے غرق آمد فغاں
آپ ابھی سر سجدہ تھے	کہ غرق ہونے والی جگہ سے فریاد آئی
کشتی پر از مرداں زناں	پیدا شدہ بر روئے ما
مردوں اور عورتوں سے کشتی بھرپور	تھی پانی پر ظاہر ہوئی
شد اہل کشتی راگذر	سالم بساحل بے خطر
تمام کشتی والوں کا صحیح سالم ہو کر	کنارہ پر بے خطر گزر ہوا
در غرق مردن بے خطر	با آن جلوہا آں جلا
دریا کے غرقابہ سے بے خطر	اس رونق اور کر و فر میں
نوشہ بازاں تاج و کمر	در دست او تیغ سپر
دولہا اسی تاج و کمر سے	اور ہاتھ میں تیغ و سپر تھی
بانو نشستہ حجلہ ور	پیشیش پرستاران بپا
اپنی دلہن کے ساتھ حجلہ میں بیٹھا ہوا	اور ان کے سامنے نوکر خدمت میں کھڑے تھے
قوال و مطرب بذلہ گو	نقال در نقل نکو
قوال اور میراثی بدستور غزل سرا تھے	نقلی بدستور نقل کر رہا تھا

خماری ریز از سبو	یاران بدید در ہو وہا
گھڑے سے خماری ریز تھے	دوستوں کو دیکھا
مادر پسر شد مجتمع	غمہا ز دل شد منقطع
ماں بیٹا جمع ہوئے	غم دل سے بھاگ نکلے
ایں قصہ را شد مستمع	ہر کس ز ذکران و نساء
اس قصہ کو سننے والے	ہر مرد و عورت سننے والے ہوئے
ظاہر چوں شد طرفہ سر	بسیار منکر شد مقر
جب یہ کرامت ظاہر ہوئی	تو بہت کافر مسلمان ہو گئے
گشتند کافر منکسر	شد مومنانرا اعتلاء
کافر ذلیل ہوئے	اہل ایمان کو بلندی نصیب ہوئی
چوں کرامت شد مبین	شد خلق را راسخ یقیں
جب کرامت ظاہر ہو گئی	تو مخلوق کے اعتقادات راسخ ہوئے
بر وعد رب العالمین	بر حشر و نشر و بر جزا
کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ	حشر و نشر اور قیامت تک
اے محی دین عالی قدر	روی قبلہ جن و بشر
اے غوث اعظم عالی قدر	آپ ہیں جن و بشر کے قبلہ

سوئے غلام خودنگر	از راہ الطاف وعطاء
اس غلام کی طرف نظر کرم ہو	عطاء والطاف سے
غرقم بدریائے بدی	حرقم بنیر ال خودی
میں بھی برائی کے دریامیں غرق ہوں	خودی کی آگ میں جل رہاہوں
یاملتجائی خذیدی	آخرج من امواج الھوا
اے میرے سہارا مجھے سہارادیجئے	خواشات نفسانی کے موجواسے نکالئے
شیطاں نمودہ اشتلم	از راہ نیکی کردہ گم
شیطان نے مغلوب کردیاہے	اور نیکی کی راہ سے گمراہ کردیا
از غفلتم نوشاند خم	کردست سرمست وخطا
غفلت سے مجھے پیالہ پلادیا	خطاء میں بدمست بنادیاہے
نفس ست اندر سرکشی	در بخل وحرص زرکشی
نفس سرکشی میں ہے	بخل میں حرص میں ہے زرکشی کے خیال میں ہے
دارد بغیر حق خوشی	دائم بدام ماسوائے
غیراللہ کی جانب خوشی میں ہے	ہمیشہ ماسوائے کی پھانسی میں ہے
اے صاحب ارشاد من	در گوش کن فریاد من
اے میرے مرشد	میری فریاد سنئے

دردم رادرماں نما		میخواہ ازایشاں داد من
میرے درد کا علاج فرما		نفس وشیطان سے مجھے بچا
سازم حضوری باادب		ہستم قصوری در لقب
ہمیشہ باادب حضوری ہوں		میرالقب قصوری ہے

از فیض شاہاں کے عجب

شاہوں کے فیض سے کچھ بعید ہے

بخشش بمسکین وگدا

جو کہ مسکین وگدا پر بخشش فرمادیں

استدلال بطرین جدید

(حدیث) العماء ورثتہ الانبیاء) زبان زد عوام ہے بلکہ مخالفین اسے بطور فخر وناز کے پڑھا کرتے ہیں اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے (علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل) یہ حدیث بھی عوام کو بعض علماء فخراً سنایا کرتے ہیں اب دونوں حدیثوں کے معنی ذہن میں رکھ کر سابقہ پیغمبران بالخصوص بنی اسرائیل کے انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کے کمالات و معجزات کا مطالعہ فرمائیے اور پھر علماء یعنی اولیاء کرام کے کمالات و کرامات کا اندازہ لگائیے بالخصوص حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ جو اولیاء امت مصطفیٰ علی صاحبھاو علیہم السلام کے سردار شہنشاہ ہیں اور دیگر کمالات و معجزات کی طرف نہ جائیے۔ صرف حضرت حزقیل علیہ السلام جن کا دوسرا لقب ذوالکفل ہے (جسے فقیر ابھی بیان کر چکا ہے

اور معتبر تفاسیر سے اس کا اسناد بیان کیا ہے) کے قصہ کو سامنے رکھ کر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کا مقابلہ کیجئے حرف بحرف ہو بہو ایک طرح کا واقعہ معلوم ہوتا ہے جس سے علماء (جسے ہم اولیاء سے تعبیر کرتے ہیں کی مشاہدۂ و معاینۂ تصدیق ہوتی ہے میں حیران ہوں کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ قادر قدیر کی قدرت کے مظہر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات ماننے میں انہیں کونسی چیز مانع ہے جبکہ ہم کئی بار کہہ چکے ہیں اور کہتے ہیں کہ ڈوبا ہوا بیڑا قادر قدیر نے باہر نکلا۔ یہ قدرت رب جلیل کی ہے اور دعا غوث پاک کی اللہ تعالیٰ کی قدرت اس سے بھی بہت زائد ہے لیکن۔

خدا جب عقل لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے۔

سیدی مولانا نا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر پاکاں درزند"

علاوہ ازیں اس جیسی کرامات کا اشکال اسی ولی اللہ کے لئے سمجھا جائے جس سے ایسے واقعات کبھی صادر نہ ہوئے ہوں غوث پاک تو وہ ولی ہیں کہ جن سے ایسے کئی واقعات صادر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت و کرامت سے کئی مردہ زندہ فرمائے اگر خوف طوالت (جو موجب ضلالت ہے) نہ ہوتا تو بے شمار ایسی کرامتیں رسالہ ہذا میں درج کرتا مگر مشتے نمونہ خروار چند کرامات معرض تحریر میں لاتا ہوں تاکہ منکر کو انکار کی گنجائش نہ ہو شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اپنی مشہور کتاب فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۵۱ مطبوع مصر اور مفتی عنایت احمد رحمتہ اللہ علیہ مصنف علم الصیغہ (صرف کی معتبر کتاب ہے جو عرصہ سے تمام ہندوپاکستان کے مدارس عربیہ میں داخل درس ہے اور تاریخ حبیب اللہ جو کئی عرصہ سے ہمارے بہاولپور کے مدارس موودب جو جامعہ عباسیہ کی شاخیں ہیں کے مصنف ہیں) اپنی معروف کتاب الکلام المبین ص ۹۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

حکایت : ایک بڑھیا کے بیٹے کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت تھی اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ایک دن اس کی ماں نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ حضور یہ آپ کی نذر ہے اسے ہاشی تعلیم فرمائیے۔ آپ نے اسے ریاضت اور باطنی سبق میں مشغول فرمایا اور بڑھیا اپنے بیٹے کو بھی دیکھنے آتی تھی ایک دن ائی تو دیکھا کہ وہ چنے چبا رہا ہے اور بہت حقیر و ناتواں ہو گیا ہے پھر وہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو آپ تو مرغی کا گوشت کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو چنے کھلاتے ہیں آپ نے مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا (قو می باذن اللہ الذی یحیی العظام و حی رحیم) اٹھ کھڑی ہو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے فوراً وہ مرغی زندہ ہو گئی اور آواز کرنے لگی پھر آپ نے اس بڑھیا کو فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تب وہ جو جی چاہے کھائے۔

ف : نور ہو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت پر کہ مرغی کے اجزاء کیسے بھرے ہوئے تھے مثلاً پہلے اسے ذبح کیا گیا اس کا خون زمین سے چوس لیا گیا پھر اس کا پوست ایسے ہی پھینک دیا جاتا ہے اسے کتوں نے یا دیگر کسی جانور نے کھایا ہو گا یا ویسے ہی پڑا ہو گا پھر اس کی ہڈیاں زاہدہ ایسے ہی کتوں کا شکار ہو گئی ہوں گی اور غیر ضروری گوشت پھینک دیا جاتا ہے جسے چیونٹیاں وغیرہ لے جاتی ہیں پھر گوشت ہانڈی میں آکر پانی اور گھی اور نمک و مرچ مصالحہ میں حل ہو کر شوربا اور گوشت کی صورت اختیار فرمائی اسے کچھ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تناول بھی فرما چکے ہونگے اب بڑھیا کے صرف ایک لفظ کے کہنے سے بلا تاخیر مرغی کو قومی باذن اللہ فرما کر زندہ فرمادیا کہاں ہیں وہ منکرین کرامت غوث پاک جو پیڑے کے نکلنے سے اشکال پیش کرتے ہوئے منکر قدرت قادر ہوتے ہیں۔ ذراء اس مستند کرامت کو تعصب کی عینک اتار کر غور کریں۔

حاشیہ : جنہیں فقیر نے کرامات غوث اعظم میں درج کئے گئے ہیں۔ مفتی عنایت احمد

مرحوم جنگ آزادی ۱۸۵۸ء کے وہ ہیرو ہیں جن پر آج آزادی پاکستان کو ناز ہے تفصیل حالات فقیر کی کتاب تذکرہ علمائے سنت میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ آپ ایک مجلس میں وعظ فرمارہے تھے تو ادھر سے چیل نے گزرتے ہوئے حاضرین پر بیٹھ ڈالی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ہوا کو حکم فرمایا کہ اس کا سر اتارے۔ اسی وقت حاضرین کے سامنے چیل نیچے گری جسے دیکھا گیا کہ چیل ایک طرف پڑی ہے اور دوسری طرف آپ وعظ سے فارغ ہو کر اس چیل کو ہاتھ میں لے کر دوسرا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا اور کہا۔

ےبسم اللہ الرحمٰن الرحیم (قومی باذن اللہ) آپ کے سامنے وہ زندہ ہو کر اڑ گئی اور حاضرین اسے دیکھ رہے تھے (کذا فی فتاویٰ حدیثیہ للشیخ احمد شہاب الدین ابن الحجر المکی رحمتہ اللہ تعالیٰ۔

اس کے علاوہ بہت کرامت دوبارہ احیاء موتی پیش کی جا سکتی ہیں مگر بقدر ضرورت اتنا کافی ہے اب اہل علم کی توجہ کے لئے ایک علمی مقالہ درج کر کے رسالہ کو ختم کرتا ہوں ہمارے سلف صالحین اہلسنّت معظم الائمہ کا مسلک ہے کہ کرامت ولی اور معجزہ نبی ایک ہی شے ہے صرف فرق اتنا ہے کہ معجزہ دعویٰ نبوت مقترن ہے اور کرامت میں صرف غرق عادت ہو اور اس میں نبوت کا دعویٰ نہ ہو شیخ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۵۸ میں فرماتے ہیں۔

فالذی علیه معظم الائمة انه یجوز بلو غها مبلغ النبوة فی جسنها عظمها ۔ اس کے بعد چند ائمہ کے مختلف آراء بیان کئے پھر نکروں کی تردید فرماتے ہوئے فرمایا۔ ان

ےمزید بحث فقیر کی کتاب ارشاد النبی فی تحقیق کرامته الولی میں ملاحظہ فرمائیں (فقیر اویسی غفرله)

ے اللہ کے نام سے کہتا ہوں اے چل اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑی ہو۔

الکرامة والمعجزة لیس بینهما فرق الا وقوع المعجزة علی احسب دعوی النبوة والکرامة دون ادعایه النبوة ابن حجر رحمته الله علیه ۔مذکورہ بالا مسلک کی توثیق فرماتے ہوئے نتیجہ نکالتے ہیں فیجوذا اجتما عهما فی ماعدای الهدی حتی احیاء الموتیٰ۔اس کے نتیجہ کے نکلنے کے بعد چند اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم کی حکایتیں درج فرمائے اب منکرین ولایت محبوب ربانی رضی اللہ عنہ سے سوال کرتا ہوں کہ جب کرامت و معجزہ میں کوئی فرق نہیں تو پھر اب کس بات کا شبہ ہے کیا انبیاء علیہم السلام نے مردے زندہ نہیں فرمائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ انا ابری الا کمه والا برص و احی الموتیٰ باذن الله پر ایمان ہے یا نہیں اور کیا انہوں نے سام ابن نوح کو کئی ہزار سال کے بعد زندہ نہیں فرمادیا تھا تو کرامت سے جو کہ معجزہ کی ایک نظیر سے بارہ سال کے بعد مردہ زندہ فرمایا یا نہیں جب عیسی علیہ السلام نے بطور معجزہ کئی ہزار سال کے بعد مردہ کو زندہ فرمایا تو کرامت سے جو کہ معجزہ کی ایک نظیر ہے بارہ سال کے بعد مردہ زندہ ہوئے تو آپ لوگوں کو کس بات کا خوف ہے اور حضرت حزقیل علیہ السلام کا واقعہ تو آپ سن چکے اس معجزہ اور محبوب سبحانی کی کرامت میں کونسا فرق ہے اس واقعہ کو تمام مفسرین بلا نکیر نقل کررہے ہیں اور وہ اگرچہ اخبار ظنیہ ہی سہی تو مانتے ہوں گے تو غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا کیا بگاڑا ہے ان کی کرامت سے انکار ہی انکار اگر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات سے اپنا تعلق صحیح کرلیں تو قسم باخدا عالم دنیا کے بڑے بڑے عباد اور زہاد آپ کی سعادت پہ رشک کریں گے۔

والله الهادی و بیده الخیر و هو علی کل شی قدیر صلی الله تعالی علی حبیبه سید المرسلین و علی آله و اصحابه اجمعین بحمده تعالی و فضل حبیبه الا علی صلی الله علیه و سلم .

برادران اسلام!

یہ تھے ہمارے دلائل نفس مسئلہ پر اب اس کا اصلی واقعہ ملاحظہ ہو یعنی

بڑھیا کی سفینہ اور غوث اعظم کی کرامت کا واقعہ

حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا ایک دن دریا کے کنارے ایک سر سبز مقام پر تسبیح و تحمید میں محو تھے کہ کچھ فاصلے سے کسی عورت کے رونے کی دردناک آواز سے بے چین ہو گئے اتنے میں ایک خادم آپ کو تلاش کرتا ہوا وہاں آپہنچا حضرت نے اس سے دریافت حال کے لئے اس طرف بھیجا جدھر سے آواز آرہی تھی خادم نے دیکھا کہ ایک ضعیف خاتون سراپا حزن و ملال بے اختیار روتی جارہی ہے خادم نے اس کا حال معلوم کیا اور واپس آکر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ رونے والی بڑھیا کا اکلوتا بیٹا بارہ سال قبل اس دریا کے دوسری جانب شادی کرانے گیا تھا جب وہ دلہن لے کر کشتی پر واپس آرہا تھا تو براتیوں سمیت بیچ دریا میں ڈوب گیا۔ اس دن سے بڑھیا دریا کے کنارے آکر دیر تک محو گریہ زاری کرتی رہتی ہے حضرت یہ واقعہ جانکاہ سن کر بہت مضطرب ہوئے دریائے شفقت جوش میں آیا خادم سے فرمایا بڑھیا کو تسلی دو کہ اس کا مطلب اب پورا ہو جائے گا اسی وقت اس کا بیٹا مع دلہن اور براتیوں کے جس حالت میں غرق ہوئے تھے ظاہر ہوتے ہی بڑھیا خاموش ہو گئی اور جناب غوث اعظم نے دست دعا جناب الہی میں اٹھائے ناگاہ دریا نے جوش مارا اور بارہ سال سے ڈوبی ہوئی کشتی اسی شان و شوکت سے جیسے کہ دریا میں غرق ہوئی تھی ظاہر ہو گئی وہی دولہا وہی دلہن وہی براتی وہی سامان وہی کشتی وہی کشتیاں سطح آب پر نمودار ہوئے اور آہستہ آہستہ جہاں بڑھیا مجسمہ حیرت و استعجاب بنے محو نظارہ تھی کنارے آلگی وہ بڑھیا سب کو ساتھ لے کر گھر پہنچی اور دھوم دھام سے خوشی منائی۔ شہر میں اس کرامت کا شور پڑ گیا اور کئی ہزار کافر اس دن مسلمان ہوئے اس واقعہ کو مندرجہ ذیل کتب

میں دیکھئے۔

۱۔ سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار

۲۔ خلاصۃ القادریہ شیخ شہاب الدین

۳۔ سہروری کتاب غوث اعظم مولانا بر خوردار ملتانی محشی

۴۔ درۃ الدرانی مولانا حیدر اللہ صاحب

۵۔ مولانا محی الدین قصوری دائم الحضوری

۶۔ گلدستہ کرامت مفتی غلام محمد قریشی وغیرہ وغیرہ

وہ کہہ کر قم باذن اللہ جلا دیتے تھے مردوں کو
بہت سے مشہور ہے احیاء موتی غوث اعظم کا

بلکہ

ہر دور میں اس واقعہ کو مختلف زبانوں کی منظوم و منثور طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے یہ بھی واقعہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ لیکن بحمدہ تعالیٰ آج کے دور میں بھی اس واقعہ کی عینی شہادت ہمیں دستیاب ہوئی ہے اگر کوئی صاحب اس کی تصدیق کر کے اطمینان قلبی حاصل کرنا چاہتا ہے تو مقام ذیل پر پہنچ کر تصدیق کر سکتا ہے ایک بزرگ سفینہ غوث اعظم کا مشاہدہ کر کے حلفیہ بیان کرتے ہیں بعض لوگ سفینہ غوث اعظم کا انکار کرتے ہیں اور آپ نے بفضلہ تعالیٰ جو بارہ سال کے بعد بیڑا پار کیا تھا اس کرامت کا انکار کیا جاتا ہے اور طرح طرح سے مذاق اڑایا جاتا ہے میں اپنے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر صدق دل سے عرض کرتا ہوں کہ بغداد شریف سے

تیس میل کے فاصلہ پر دریائے دجلہ کے کنارہ پر ایک مختصر سی بستی ہے جس کا نام زیارت سفینہ ہے بغداد شریف سے بستی سفینہ کو سڑک جاتی ہے لاریاں عام چلتی ہیں اور ہر لاری والا آواز دیتا ہے زیارت سفینہ غوث اعظم جیسے لاہور میں تانگے والے داتادربار کی صدا دیتے ہیں۔ میں نے تمام عرب کے علاقوں کا تفصیل سے دورہ کیااور ہر ایک زیارت کی تفصیل معلوم کی میں سفینہ غوث اعظم کی زیارت کے لئے پہنچااور سفینہ مبارکہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک جنگلہ ہے اور اوپر ٹین کا چھپر ہے اس میں وہ سفینہ مبارک محفوظ ہے خدام حضور غوث اعظم کی کرامت بیان فرماتے ہیں کہ یہ وہی بیڑی ہے جو خدا کے حکم سے بارہ سال کے بعد آپ نے باہر نکالی تھی اور مائی صابہ کا لڑکا برات اور دلن کے ساتھ دریا سے زندہ باہر نکل آیا تھا (رقم الحروف)

حاجی بہادر علی امام مسجد کاہنہ تحصیل قصور ضلع لاہور۔

رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ص ۱٦ محرام الحرام ۱۳۹۴ھ

عجوبہ

شکرانہ میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد گیارہویں کا آغاز اسی بڑھیا نے کیا جس کی بارات غرق ہو کر عرصہ کے بعد بدعا غوث الثقلین برآمد ہوئی (کذا فی کتاب

غوث اعظم ص ۲۷٦ از مولانا برخوردار ' ملتانی محشی ' نبراس شرح شرح عقائد مصنف کتب کثیر لیکن

اسی روایت کے مطابق گیارہویں کی جاتی ہے ضروری نہیں بلکہ اس کے اور وجوہ ہیں جسے ہم نے گیارہویں میں تفصیل سے لکھا ہے رسالہ گیارہویں اسی مجموعہ میں ہے ۔

چشم دید گواھی

چوں کہ واقعہ عراق میں ہوا ایک صاحب وہاں پہنچے اور خود آنکھوں سے دیکھ کر اپنی بد مذہبی سے تائب ہوا۔

عراق کے شہر دھوک سے کچھ دور ایک پہاڑی کے قریب ڈیم بنانے کے لئے مشینوں سے پہاڑی گرا رہے تھے جونہی پہاڑی کے ایک حصہ کا ملبہ ہٹا اسکے نیچے تین نعشیں نظر آئیں پہلے تو ہم ڈر کر بھاگ گئے پھر دل مضبوط کر کے آگے بڑھے دیکھا کہ تین پرانے وقت اور لمبے قد کی لاشیں ہیں اور بالکل صحیح حالت میں ہیں ہم نے ان کے اوپر سے مٹی وغیرہ ہٹادی موٹے کھدر کے ہاتھ سے سلے ہوئے کپڑے، کندھوں تک قمیض اور ٹخنوں تک تہبند۔ ہم نے عراقی افسروں سے رابطہ قائم کیا تھوڑی ہی دیر بعد عراقی صدر صدام حسین بھی وہاں تشریف لے آئے انہوں نے خود لاشوں کا معائنہ کیا لاشوں کا کپڑا تک خراب نہیں ہوا تھا صدر صاحب نے حکم دیا کہ اللہ کے پیارے بندے معلوم ہوتے ہیں انہیں غسل وکفن دے کر نماز جنازہ پڑھو اور نئے مزار بنا کر دفن کر دو تیس چالیس آدمیوں نے جن میں میں بھی شامل تھا مل کر انہیں نہلایا لاشوں کے بال سیاہ نرم اور ملائم تھے ایسا لگتا تھا کہ ابھی فوت ہوئے ہیں جنازہ کے بعد تین خوب صورت مزارات میں انہیں سپرد خاک کر دیا گیا صدر صدام حسین خود بھی جنازہ میں شامل ہوئے اس موقع پر ہزاروں افراد موجود تھے اس واقعہ کے بعد میں اور میرے کئی ساتھی جو متذبذب تھے تائب ہو کر سنی بریلوی بن گئے ہیں حضرت غوث اعظم کے مزار پر بھی حاضر ہوئے ہیں اور اس حاضری میں بڑا سرور آیا ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے روضے مبارک پر بھی گئے ہیں ہم نے وہ کشتی بھی دیکھی ہے جس کے لئے پیر صاحب نے دعا کی تھی اور وہ بارہ برس بعد برات سمیت ظاہر ہوئی تھی عراق کی سب مسجدوں میں صلوٰۃ و سلام پڑھے جاتے ہیں اور اب ہم بھی اس کے قائل ہو گئے ہیں اور ہمارے ساتھ بھی مکمل بریلوی ہو گئے ہیں الحمد للہ

رب العالمین۔والصلوٰۃوالسلام علی سید المرسلین ﷺ۔

(رانا محمد یامین ۔ فورمین انڈس ویلی کمپنی ۔ بغداد (عراق) رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔رجب المرجب ۱۴۰۳ھ ص ۴۵)

تبصرہ اویسی غفرلہ دور حاضر میں کسی بھی مقام پر پہنچنا مشکل نہیں رہا حق کے متلاشی سے اپیل ہے کہ حضور محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی کرامت کے انکار کے بجائے موقع پر پہنچیں اگربات سچی نکلے تو توبہ کیجئے اگر اقرار ہے تو ایمان تازہ کیجئے (وماعلیناالاالبلاغ)

ہندو کے تاثرات

ایک ہندو نے کرامات غوثیہ پر ایک کتاب بنام "تحفہ غوثیہ" لکھی جو مطبع نامی گرامی منشی فخر الدین لاہور میں چھپی تھی اس پر ذیل کی عبارت مکتوب تھی۔

"تحفہ غوثیہ"

یعنی مدح وکرامات حضرت پیران پیر محبوب سبحانی شہباز لامکانی شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔

مصنفہ

فقیر حقیر پر تقصیر بندہ ایزد متعال احقر دیوی دیال انجن ڈرائیور سکنہ ہریہ ملازم انجن گدام لاہور"

ہندو نے اپنی تصنیف مذکورہ ص ۸ / ۷ پر لکھا ہے کہ "ذکر ہے ایک بڑھیا کا بیٹا ہمعہ عورت اپنی اور برات وغیرہ کے کشتی میں سوار تھا۔وہی کشتی گرداب میں آکر ڈوب گئی۔ تو اس بڑھیا نے بارہ سال تک نہایت گریہ وزاری کی لیکن اسکی مراد حاصل نہ ہوئی۔ آخر پیران پیر غوث الثقلین کی خدمت شریف میں جاکر روئی حضرت پیران کو اوسکی زاری پر رحم آیا آپ نے دعا فرمائی تو وہی کشتی بارہ سال کے بعد صحیح وسلامت بدعا غوث اعظم دریا

سے باہر آئی"

تبصرہ اویسی غفرلہ' اسی لئے ہم کہتے ہیں اللہ والوں کا انکار ہندؤوں کو بھی نہیں بلکہ وہ ان کی کرامات کے اقراری ہیں لیکن افسوس اس بد قسمت پر ہے جو اپنے نبی علیہ السلام کے ولی کامل کی صحیح اور سچی کرامت کا منکر ہے یاد رہے کہ دور سابقہ میں معتزلہ فرقہ نے ایسا کیا اب وہابی دیوبندی منکر ہیں اسی لئے میں کہتا ہوں کہ صاحبان وہی پرانے شکاری ہیں لیکن لئے پھرتے ہیں جال نئے نئے۔

رسالہ نمبر ۲

غوث اعظم پر اعتراضات کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم .نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

سیدنا و مولانا ماوانا و ملجانا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مشہور کرامت "بڑھیا کا بیڑا" پر جو کچھ فقیر نے لکھا' تاحال تردید کسی نے نہیں لکھی اب ارادہ ہوا کہ اس رسالہ میں مزید وہ تحقیقیں بھی لائی جائیں جو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر منکرین اعتراضات کے طور پر پیش کرتے ہیں اسے مستقل مسائل بنا کر آئیں پہلے رسالے کا نام

"احاطة الاذی عن غوث الوری"

تجویز کرتا ہوں۔ **وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب**

بحث اول در سیادت

آپ کو انگریز ایرانی النسل اور شیعہ سرے سے سید نہیں مانتے۔ انگریز کے سوال کا جواب مندرجہ ذیل عبارت سے پڑھئے اور شیعہ کی عبارت اور اسکے جوابات آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں یہ غلط خیال ہے کہ آپ ایرانی النسل تھے نہ ہی اس دعویٰ کے لئے کوئی سند پیش کی جاسکتی ہے اگر آپ عربی النسل نہ ہوتے تو آپ کے معاصرین خصوصاً وہ علماء جو آپ

کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے تھے مثلاً مفتی عراق ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ البکری البغدادی اپنی کتاب "انوار الناظر" میں جو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کی سیرت سے متعلق ہے اس کا تذکرہ ضرور کرتے۔ ایرانی حبشی، زنجی (نیگرو) یا ترک نسبت کو نہ اس زمانے میں مسلمان پست تصور کرتے تھے اور نہ قرون وسطی کے کسی دور میں کیونکہ "نیچ ذات" خالص ہندوانہ تصور حیات ہے مفروضات کی دنیا وسیع ہے بلکہ بعض اوقات گھناؤنی بھی نظر آتی ہے اور شیعہ کا خیال ہے کہ شیخ سید نہ تھا ملاظہ ہو (کلید مناظرہ ص ۴۱۴)

جواب: یہ صرف شیعوں کی متعصّبانہ چال ہے وہ صرف اس لئے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے شیعہ عقائد کی بھرپور تردید فرمائی ہے ان کا قائدہ ہے کہ جو ان کے نظریات کا مخالف ہوا سے سب وشتم اور الزام تراشی و بہتان بازی سے نوازتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے ائمہ زادوں کو معاف نہیں کیا۔ مثلاً حضرت زید بن علی (زین العابدین) بن حسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما یعنی حضرت حسین کے پوتے اور حضرت زین العابدین کے صاحبزادے کو کافر کہتے ہیں حالانکہ وہ عالم اور متقی پرہیز گار تھے۔ مروانیوں کے ہاتھ شہید ہوئے اور ان کے صاحبزادے حضرت یحییٰ بن زید کے بھی دشمن ہیں اور ویسے ہی ابراہیم بن موسی کاظم اور حضرت جعفر بن علی یعنی حضرت امام حسن عسکری کے بھائی کو بھی کذاب کہا پھر حسن بن مثنیٰ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ محض اور ان کے بیٹے حضرت محمد ملقب بہ نفس زکیہ کو کافر و مرتد لکھتے ہیں اور ابراہیم بن عبداللہ اور زکریا ابن محمد باقر اور محمد بن عبداللہ بن حسین بن حسن اور محمد بن قاسم بن حسن اور یحییٰ عمر جو کہ حضرت زید بن امام زین العابدین کے پوتوں سے ہیں ان سب کو کافر و مرتد کہتے ہیں اسی طرح وہ تمام سادات حسینیہ و حسنیہ جو حضرت زید بن علی امام زین العابدین کی امامت اور بزرگی کے قائل ہیں سب کو گمراہ جانتے ہیں تفصیل اور حوالہ جات فقیر کی کتاب "آئینہ

شیعہ ''میں ملاحظہ ہو۔

بنابریں اگر وہ غوث جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کو گالیں دیں اور برت پرست اور یہودیوں کا چوہدری (کلید مناظرہ) لکھیں تو مجبور ہیں 'ورنہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نسب مبارک کو تاریخ نے سورج سے زیادہ واضح کیا ہے۔

دلائل از کتب شیعہ

۱) شیخ احمد بن محمود اکبر آبادی نے تذکرۃ السادات ؎ میں لکھا ہے کہ سلسلہ انساب پدری حضرت قطب ربانی بحر المعانی شیخ الجن والانس شیخ عبد القادر الجیلانی بموسیٰ جون بن عبداللہ المحض بن حسن مثنی بن امام حسین علیہ السلام مفتی منہتی شود کتاب مذکورہ کی عبارت مسطورہ بالا لکھ کر منکرین کو یعنی شیعوں کو یوں سمجھاتے ہیں کہ ہر طعن بر ایشاں وارد از روئے عقائد دارد نہ از روئے نسب و اگر طعن از روئے نسب باشد لا حاصل است جرا کہ در تواریخ نساباں ماضیہ سیادت ایشاں ثابت است۔ یعنی جو کوئی مذہب شیعہ میں ان پر طعن کرتا ہے تو بوجہ ان کے مذہب (سنی) کے ورنہ آپ کے نسب پر کسی کو طعن کرنے کی گنجائش ہی نہیں اگر کوئی کرے بھی تو بے وقوفی ہے اس لئے کہ سابق دور میں جتنا نسب بیان کرنے والے محققین ہیں سب کے نزدیک آپ کی سیادت مسلم ہے اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ''سید قطب الدین حسنی حسینی عمزاد حضرت غوث الثقلین است''

۲۔ مرتضٰی شیعی نے ''بحر الانساب'' میں لکھا ہے کہ سید عبد القادر جیلانی منسوب است بعبد اللہ بن یحییٰ بن محمد رومی بن داؤد الامیر الکبیر بن موسیٰ ثانی الخ یاد رہے کہ یہ موسی حضرت حسن مثنی کے پڑوتے ہیں۔

؎ یہ کتاب بفرمان سلطان بن سلطان شاہ عالم بہادر شاہ غازی فرزند سلطان اورنگ زیب جو شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ سادات کرام صحیح النسب کے بیان میں لکھی گئی اور نہایت دقت نظر سے اعلیٰ درجہ کی پرکھ جانچ پڑتال کے بعد تیار ہو کر عملدر آمد کے لئے پیش کی گئی ۱۲ برخوردار مطبوعہ مبنی کتاب کے ٹائٹل پر مولف کی شان میں یوں لکھا ہے کہ قبلہ و کعبہ نجیت الطرفین مرتضٰی الملقب بعلم الہدی من جدہ علی المرتضٰی علیہ الا ئف التحیہ الثناء ۱۲۔

۳۔ روضۃ الشہداء میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ قطب الاقطاب سیدی محی الدین عبدالقادر قدس سرہ' منسوب است بعبد اللہ بن یحیٰ

اہلسنّت کی کتب سے

ان کا تو کوئی شمار نہیں۔ چند ایک مشاہیر کے اسماء درج ذیل ہیں

عارف جامی نفحات الانفس میں' ملا علی قاری نے نزہۃ الخاطر میں' علامہ علاؤ الدین نے تحفۃ الابرار میں' علامہ اربلی نے تفریح الخاطر میں' علامہ اربلی نے تفریح الخاطر میں سلالۃ الافاضل علامہ سید محمد مکی نے سیف ربانی میں علامہ شیخ سراج الدین شافعی نے درر الجواہر علامہ سید مومن نے نور الابصار میں وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) فی غیر ہا لا یعلم عددہم الا اللہ ورسولہ الاعلی (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم)

فقیر صرف علامہ شہیر فہامہ بے نظیر حضرت ملا' علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی عبارت پیش کر کے بحث کو ختم کرتا ہے۔

الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی سید شریف الطرفین صحیح النسبین من الابوین الا مام الاحسنین الحسن و الحسین بحسب الا بتداء الذی علیه الا نتهاء متواتر صحیح ثابت ظاهر کظهور الشمس فی اربعة النهار لا یقبل الجمجمة والنزاع کما علیه الا جماع رغما للمبتدعة الرفضة اهل الزیغ والنفاق و الشقاق حفظنا الله والمسلمین من کین الحاسدین الضالین المضلین یحسدون الناس علی ما اتا هم والله من فضله و هو ارحم الراحمین فلاحجة الاقامة الدلیل علی هذا النسب الشریف الواضح البرهان المشهور لکل مکان کما قال الشاعر .

فلایصح فی الاذهان شی اذا احتاج النهار الی دلیل

(نزهۃ الخاطر)

اسی طرح حجۃ ابیضاء میں لکھا ہے کہ الشیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رحمتہ اللہ نسبہ الشریف من جانب الام الی الامام الہمام سیدنا الامام حسین ثبتت برواۃ المعتمدات من المعتبرات الثقات العلماء المحدثین والمورخین والفقہاء الکاملین العاملین رحمہم اللہ تعالیٰ

فائدہ: ہم نے اختصار کے پیش نظر ان دو عبارتوں اور چند کتابوں کے اسماء پر اکتفاء کیا ہے ورنہ سینکڑوں سے تعداد آگے بڑھنا چاہتی ہے چونکہ وہ طویل لاطائل اور امر لاحاصل ہے اسی لئے ترک کر دیا منصف مزاج کے لئے اتنا کافی۔ اور ضدی ہٹ دھرم کے لئے دفاتر بھی ناکافی۔

ماں کی طرف سے نسب شریف یوں ہے

السید الشیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر ابن السیدۃ ام الخیر امۃ الجبار فاطمۃ بنت السید عبداللہ الصومعی الذاہدین السید کمال الدین عیسی ابن السید الامام علاؤالدین محمد الجواد ابن المام علی الرضاء ابن الامام موسی الکاظم بن الامام جعفر الصادق بن الامام محمد بن الباقر بن الامام زین العابدین ابن الامام الہمام سید الشہداء ابی عبداللہ الحسین ابن سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین)

ان قوی دلائل کے بعد حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد گرامی مد نظر ضروری ہے جبکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ۔ میری امت کا گمراہی پر اجتماع نہیں ہو سکتا اور فرمایا ید اللہ علی الجماعۃ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے یعنی حق جماعت کے ساتھ ہوتا ہے اور ہم نے مضمون سابق میں نہ صرف اہل سنت و جماعت کی تصریحات پیش کی ہیں بلکہ اہل تشیع کے بہت بڑے بڑے مجتہدین اور آقاؤں کی

غلط فہمیوں کی تردیدی عبارات میں پیش کی ہیں اس کے باوجود پھر بھی کوئی ضد کرتا ہے تو اسے بھی حضور علیہ السلام کے مندرجہ ذیل ارشادات غور سے پڑھنے چاہئیں من شذ شذ فی النار (ابن ماجہ) جو جماعت سے ہٹ کر اپنی رائے پر ڈٹا رہے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ اور فرمایا من فارق الجماعۃ قدر شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ (احمد ابوداؤد) جو بھی جماعت سے ایک بالشت بھر علیحدہ ہوتا ہے تو وہ سمجھے کہ وہ اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکال رہا ہے۔

ان تمام تر دلائل سے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سید ہونے کا منکر ہے تو ان کی سیادت میں کسی قسم کی کمی نہیں آئیگی البتہ منکر کی بد قسمتی کا ثبوت ہو گا اور نقصان ہو گا تو اس کا اس لئے کہ سورج پر تھوکنے سے تھوک اپنے منہ پر پڑتی ہے۔

تتمه بحث النسب

یاد رہے کہ نہ صرف موجودہ شیعہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نسب شریف کے منکر ہیں بلکہ ایک مدت سے یہ تحریک جاری ہے سب سے پہلے عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب کے مصنف نے یہ حرکت کی اور اس کا مصنف زیدی شیعہ تھا چنانچہ حج الکرامہ ص ۲۳۱ میں لکھا ہے صاحب کتاب عمدۃ المطالب فی نسب آل بی طالب "کہ نیز اواز علمائے زیدیہ است" پھر اس وقت سے نہ صرف اہلسنّت نے تردیدیں کیں بلکہ علمائے شیعہ بھی اس کی تردید میں کمربستہ ہوئے جن کے چند حوالہ جات فقیر نے اوپر لکھ دیئے۔

بہکانے کا موجب

اصلی غرض تو ان کی وہی ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ شیعہ رافضی مذہب کے رد میں کمربستہ رہے اسی لئے ان کی شخصیت کو ان کا **گھٹانا** ضرور ہوا پھر انہیں عوام کو غلطی میں ڈالنے کا موقعہ مل گیا کہ حضرت غوث اعظم کے لقب میں عموماً "الشیخ" لکھا جاتا

ہے شیعہ نے کہا کہ حضور غوث اعظم سید نہ تھے ورنہ انہیں شیخ کیوں لکھا اور کہا جاتا ہے اگرچہ ان کے مذہبی پیشواؤں نے دلائل سے سمجھایا کہ حضور غوث اعظم یقیناً سید تھے منجملہ ان کے ایک دلیل یہ بھی دی کہ سید قطب الدین حسنی حسینی ہیں اور وہ حضرت غوث الثقلین کے چچیرے بھائی ہیں سید قطب الدین کے لقب میں بھی شیخ مذکور ہے اور اس کی ایک تاریخی دستاویز کتاب شیعہ بحر الانساب ص ۲۴ سے لیجئے۔ مصنف بحر الانساب بعض اولاد حسن یعنی سیاہ انگیز چچیرے برادر سیدنا الغوث الاعظم کے حالات بیان کرتے ہوئے لفظ شیخ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سیاہ انگیز بن ابراہیم بن زید بن امام حسن از بغداد روئے بولایت دار المذ جیلان نہاد ومدتے روزگار در شعب جبال بسر بردو ویرا سیاہ انگیز می گفتند از جہت آنکہ باہشام بن عبد الملک بن مروان بسیار شد تازمان خلفاء بن عباس و آن ملعون حکم کردہ بود کہ سید صحیح النسب رابکشند چوں خلفائے بنی عباسی بکوہ پایہ ناز ندارن بموضع استاق رسیدند سیداں راز جرو سیاست می کردند کہ اینہا کہ در استاچ می باشند شیخ اند سید نیستند چوں آں منافقین ایں سخنان شنید ند دست از کشتن سادات باز داشتند واز اں زماں القاب ایشاں شیخ مذکور است وسیادت شان مخفی بماند۔

ترجمہ : سیاہ انگیز ابن ابراہیم بن زید بن امام حسن بغداد سے پہاڑوں میں چھپ گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہشام بن عبد الملک سے انہوں نے جنگ کی لیکن بوجہ کمی کے پہاڑوں میں وطن بنالیا آپکی اولاد بہت ہوئی اس بدبخت خلفیہ نے حکم جاری کیا کہ ہر سید صحیح النسب کو قتل کر کے انکی بنیاد بھی ختم کردی جائے انہوں نے تلاش کر کے ان حضرات کو پالیا لیکن وہاں کے باشیوں نے ان کی جان بچانے کے لئے قسم کھائی کہ یہ لوگ شیخ ہیں اس وجہ سے اس وقت سے ان کا نام شیخ مشہور ہو گیا اس روایت سے شیعوں کا وہ اعتراض بھی دفع ہو گیا

ے تذکرۃ السادات ۱۲ اس کتاب کا تعاف گزشتہ اوراق میں دیکھئے۔
ے اس کتاب کا تعارف بھی پہلے گذر چکا ہے۔ ۱۲ اویسی غفرلہ'

جو لکھا کہ جنگی دوست عجمی ہے کلید مناظرہ صرف ۲۱۵اس سے اس کا مقصد یہی ہے کہ حضور غوث اعظم کے والد ایک عجمی تھے اسی لئے سید نہیں (لاحول ولا قوۃ) کیا **عجمیعت** سادت کو حائل ہے کیا جنگی دوست کے لفظ سے سیادت کی نفی ہوتی ہے تو پھر اس طرح سیاہ انگریز کے لفظ سے بھی ان کے چچیرے بھائی سے سیادت کی نفی کرنی چاہئے حالانکہ وہ غلط ہے جس طرح وہ غلط ہے تو یہ بھی غلط ہے۔

شیخ کہلوانے کی دوسری وجہ

اصطلاع صوفیا میں شیخ و نائب و وارث نبوت کو کہا جاتا ہے اور حضور غوث اعظم سے بڑھ کر کون وارث و نائب ہو سکتا ہے۔

بہر حال شیعہ اپنی اندرونی بیماری سے غلط بیانی کرتے ہیں ورنہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کون وارث و نائب نبوت ہو سکتا ہے۔ بہر حال شیعہ اپنی اندرونی بیماری سے غلط بیانی کرتے ہیں ورہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نسب شریف اظہر من الشمس والامس ہے۔

بحث ثانی در کرامت نمبر ۱

ہم اہلسنت کرامات غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) میں بیان کرتے ہیں کہ شب معراج جب براق نے یہ بشارت حضور سرور عالم ﷺ سے حاصل کی کہ یوم قیامت بھی مرکوب نبوی وہی ہوگا تو براق اس فرحت و سرور سے اتنا بلند ہو گیا کہ جس کی اونچائی ۴۰ ذراع بتائی گئی ہے اس وقت حضور غوث صمدانی کی روح نے بحکم خدا حاضر ہو کر عرض کی کہ یا سیدی اپنا قدم مبارک میرے شانہ پر رکھ کر سوار ہو لیجئے حضور فداہ ابی وامی نے اپنا قدم حضور غوث اعظم کی گردن پر رکھا اور فرمایا تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے اس قدم مبارک کا اثر آپ کے شانہ شریف پر پایا گیا۔

۱

۔ بحر السرائر حوالہ غوث الاعظم ص ۲۳۰ ۲۳۱ وغیرہ

تقریر اعتراض

دیوبندی کو عموماً اور غیر مقلدین کو خصوصاً اس کرامت سے اس لئے انکار ہے کہ عالم ارواح سرے سے کوئی عالم نہیں یہ ایک خیالی بات ہے دوسرے اگر ہوں بھی تو روح جسم کے داخلہ سے پہلے بے خبر اور لاشعور سے ہوتی ہے اسی بناء پر غوث اعظم کی روح کو کیا خبر تھی کہ نبی پاک ﷺ معراج پر تشریف لا رہے ہیں۔

تیسرے یہ اگر مان لیا جائے کہ روح کچھ کام کرتی ہے تو انبیاء علیہم السلام کے لئے تو مانا جاتا ہے لیکن عام انسانوں کی ارواح کیسے اور پھر ابھی ان کی تخلیق بھی نہ ہوئی تو قبل از وقت یہ کام کیسا۔

چوتھے اگر واقعہ مان لیا جائے تو اس طرح سے حضور علیہ السلام کی تحقیر ہوتی ہے کہ آپ نے ایک امتی سے استعانت فرمائی اولاً سرے سے استعانت شرک ہے دوسرے یہ کہ نبی علیہ السلام کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنے امتی سے امداد چاہے۔

الجوابات

ا۔ عالم ارواح کے وجود کا انکار سورج کے انکار سے بھی زیادہ احمقانہ حرکت ہے اس لئے کہ قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں اس کے متعلق تصریحات موجود ہیں "الست بربکم قالو اںلیٰ" کا ارشاد گرامی اسی عالم ارواح کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کا میثاق اور نبی اسرائیل کا عہد و پیماں وغیرہ طویل مضامین آیات قرآنیہ میں ہیں اور احادیث کے مضامین میں تو ان گنت ہیں ہم نے اس مضمون کو اپنی تفسیر میں تفصیل سے لکھا ہے۔

۲۔ اس کا جواب اوپر مذکور ہوا کہ عالم ارواح میں روحیں لاشعور نہیں تھیں اور نہ ہی بے خبر ورنہ الست بربکم کے سوال کا فہم کیسا پھر اس کے جواب میں بلیٰ کہنا کیوں۔ بلکہ ہر طرح کا

شعور اور علم و سمع و بصر تھی صرف انکار اس لئے ہے کہ اس عالم کی باتیں ذہن سے اتر گئیں ورنہ حقیقت شناس ارواح تو یوں کہتی ہیں کہ

کن فیکون تاں کل دی گل اے اساں پہلے پریت لگائی ؎

اجاں وی اسانوں اوپے ڈسدے اوہے بیلے بوٹے کا ہیں

اس کی مثال یوں سمجھیئے کہ کل قیامت میں کفار اس دنیا میں اپنے کر توتوں کا انکار کریں گے لیکن بحمدہ تعالیٰ اہل ایمان پر اپنی زندگی کا ماحول آنکھوں کے سامنے ہوگا بعینہ یہی بات عالم ارواح کی ہے کہ وہ دور اہل اللہ کو تا حال آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے لیکن ہمارے جیسوں کو کچھ بھی یاد نہیں۔

دوسری مثال ماں کے پیٹ میں رہنے کے بعد شیر خوار گی بچپن کی زندگی وغیرہ ان احوال میں حالات واقع ہوئے ہم نے آنکھوں سے دیکھا کانوں سے سنا۔ لیکن یاد ایک بھی نہیں۔

عقلی دلیل

اب ہم جس آنکھ کو بینا اور کان کو شنوا اور زبان کو گویا مانتے ہیں یہ بھی غور طلب مسئلہ ہے کہ آنکھ اور کان کا یہ کارنامہ اپنا نہیں بلکہ روح کا تصرف ہے اگر روح نہ ہو نہ آنکھ دیکھ سکتی ہے اور نہ کان سن سکتا ہے اور نہ زبان بول سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ مردہ انسان یا حیوان میں تمام اعضاء موجود ہونے کے باوجود نہ بولا ہے نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے اس لئے کہ وہ جسم بے جان ہے (اگرچہ اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق وہ سنتا بھی ہے' دیکھتا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن بالفعل تو اس سے یہ امور مفقود ہیں نہ بالقوۃ مخالفین کو اتنا تو یقین ہو گیا کہ جب اب جسمانی کارخانہ روح کی طاقت کا محتاج ہے تو ثابت ہوا کہ حقیقی شعور۔ سمع۔ بصر نطق روح کا ہے۔ جب عالم اجسام میں حقیقۃً وہی ان جملہ امور سے موصوف ہے تو پھر عالم ارواح

؎ یہ اشعار حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ گولڑوی کے ہیں (اویسی غفرلہ)

میں ماننے سے انکار کیوں۔

پھر مرنے کے بعد بھی یہی کیفیت ہے کہ جسم میں جس جوہر سے نطق سمع بصر وغیرہ حاصل تھا اب جسم سے خارج ہونے کے بعد اس کے لئے وہابیہ دیوبندیہ کو انکار کیوں۔

اس سے ثابت ہوا کہ ارواح کو عالم ارواح میں ہر طرح کا شعور، سمیع بصر، نطق وغیرہا حاصل تھا۔

۳۔ عالم ارواح کا شعور مذکور عام ہے وہ انبیاء علیہم السلام کا ہو یا اولیاء کرام کا یا دوسرے عوام کا فرق کرنے کا کیا مطلب اور پھر انبیاء علیہم السلام کی ملاقات اور نماز اور مسجد اقصیٰ کی اقتدا اور حضور علیہ السلام سے باہمی گفتگو جس طرح انبیاء علیہم السلام کے لئے ثابت ہے عوام ارواح کے متعلق بھی ثابت ہے **کما قال النبی ﷺ انی رایت رجالا من امتی فی لیلۃ المعراج الخ** بیشک میں نے شب معراج اپنی امت کے بہت سے لوگوں کو دیکھا اس کی مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب معراج میں ملاحظہ ہو اور قبل از وقت تحقیق کا سوال احمقانہ ہے اس لئے کہ ارواح اجسام سے ہزاروں سال پہلے پیدا ہوئیں چنانچہ چند دلائل جواب اول میں اشارۃً گذرے مزید تفصیل فقیر نے تفسیر اویسی میں لکھ دی ہے۔

۴۔ شب معراج حضور ﷺ کے لئے یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ بیت المقدس اور پھر وہاں سے لامکان تک جاتے ہوئے سواریوں کے محتاج رہے تو یہ حماقت بلکہ ضلالت ہے ورنہ سب جانتے ہیں کہ معراج پہ تشریف لے جانے میں حضور ﷺ سواریوں کے محتاج نہ تھے بلکہ جبریل علیہ السلام سے لے کر عرش معلیٰ تک جو بھی شب معراج حضور علیہ السلام کی خدمت کے لئے حاضر ہوا ہو اسکی اپنی سرفرازی اور سعادتمندی کے لئے تھا نہ یہ کہ حضور علیہ السلام کو اس کی ضرورت تھی اس لئے ہم کہتے ہیں کہ شب معراج تمام علوی

کائنات کروبیوں قدوسیوں عرش اور عرشیوں سمیت کو حضور ﷺ کی زیارت سے معراج ہوئی اور حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سرشاری سے معراج پایا اس کی مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب المعراج میں دیکھئے ۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کی ضرورت کے لئے نہیں بلکہ حاضر ہونے والوں کی سعادت کے لئے یا پھر ان میں اسرار اور موز مخفیہ تھے ۔ **لا يعلمها الا الله و رسوله الا عظم جل جلاله و صلى الله عليه و سلم**

منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ علویوں کو ظاہر کرنا تھا کہ جنہیں تم **اتجعل فيها من يفسد فيها و ليفك الدماء** کا طعنہ دیتے تھے ان کی حالت یہ ہے کہ اب ان کی پرواز کو دیکھو جیسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جبریل علیہ السلام سے پہلے بہشت میں موجود دکھایا گیا تاکہ جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ماتحت فرشتوں نے بلالی پرواز کو دیکھا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حاضری بھی اسی راز کی ایک کڑی ہے اور بتایا گیا کہ یہ پرواز صرف زمانہ نبوت تک محدود نہیں بلکہ اس امت کے بہت سے افراد کو ایسی پرواز حاصل ہے اسی پرواز کا راز سیدنا و مولانا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا عرش کے سایہ تلے گدڑی اوڑھ کر آرام فرمانے کا منظر بھی ہے اس واقعہ کی تفصیل فقیر کی کتاب سوانح اویس میں دیکھئے۔

اس کی ایک نظیر امام غزالی کا واقعہ بھی ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی باہم گفتگو ہوئی تفصیلی واقعہ فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پارہ دوم میں دیکھئے ۔(تفریح الخاطر)

بحث سوم

نفحات الانس۔ قلائد الجواہر، بحر السرائر، زبدۃ المواليد وغیرہا میں متفق ہو کر لکھا ہے کہ آپ کی والدہ مکرمہ فرمایا کرتیں کہ میرا لخت جگر عبد القادر رمضان شریف کے دنوں میں

دودھ نہیں پیا کرتے تھے ایک بار ہلال رمضان میں اختلاف پیدا ہوا لوگ سراسیمہ وحیران تھے یہاں تک کہ دن ہو گیا لیکن اختلاف نہ بوجہ شہرت کہ سادات جیلان میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دودھ نہیں پیتا در دولت پر استفسار کے لئے پہنچ کر اطلاع دی جواب آیا کہ امروز عبدالقادر شیر نخوردہ است اس کے بعد اطراف سے بھی خبریں پہنچ گئیں کہ چاند دیکھا گیا ہے۔

اعتراض

عقل باور ہی نہیں کرتی کہ چھوٹے بچوں کو بالخصوص شیر خوارگی میں لاشعوری ہوتی ہے یہاں تک کہ معقول میں مسلم قاعدہ ہے کہ بچہ ایک عرصہ تک اتنا شعور ہی نہیں رکھتا کہ میری حقیقی ماں کون ہے اس کے سامنے جو بھی آتا ہے اسے ماں سمجھتا ہے جب اس کے گھر کی بات کا یہ حال تو پھر آسمانی امور سے اسے کیا تعلق پھر ایسے بچوں کو عبادت سے کیا واسطہ بالخصوص غذائی معاملہ تو اس کے لئے مزید نہ صرف پریشانی کا موجب ہے بلکہ موت وحیات اسی سے وابستہ ہے کہ اگر اسے ماں کا دودھ نہ ملے تو کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔

الجواب

یہ عام آدمیوں کے متعلق ہے اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ مادرزادولی تھے چند حوالہ جات اور قرآئن اور علامات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ بہجۃ الاسرار اور نور الابصار اور طبقات میں امام شعرانی قدس سرہ نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ سیدنا غوث اعظم کو والدہ کے بطن مبارکہ میں اللہ تعالی نے سو دفعہ اپنی تجلی سے مشرف فرمایا۔ کما قال ان اللہ تجلی و ھو فی بطن امہ مائۃ مرۃ

۲۔ حضرت غوث صمدانی سے کسی نے سوال کیا کہ اپنی ولایت کی کیفیت کس عمر میں آپ پر ہویدا ہوئی تو فرمانے لگے کہ لڑکپن ہی میں پوچھا وہ کیوں کر جواب دیا کہ میں مکتب جاتا تو

غیبی آواز سنائی دیتیں کہ ولی اللہ کو جگہ دو اسی اثناء میں ایک بزرگ لبرۃ انسان نے بوت غیبی آواز سے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے اس پر اس بزرگ نے کہا کہ یہ عظیم الشان ہو گا فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس برس کے بعد اس بزرگ کو دیکھا کہ وہ ابدال وقت سے تھا قلائد الجواہر

توفیق الٰہی ہر وقت شامل حال تھی شوق علم سے سینہ لبریز تھا مجمی مولانا جامی وغیرہ لکھتے ہیں کہ غوث صمدانی خود فرماتے ہیں کہ میں وفات والد کے بعد بھی جوان پورا نہیں تھا عرفہ کے دن بیر دنجات کے سیر کو نکالا اور بیل کے پیچھے ہو لیا اس بیل نے میری طرف پلٹ کر دیکھا۔یا عبدالقادر فالھذا خلقت وما لھذا امرت میں اس عجیب کو دیکھ کر ڈرتا ہوا پھر واپس گھر آیا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا مجھے اس وقت ایسا انکشاف ہوا کہ میں نے حاجیوں کو عرفات کے میدان میں دیکھ لیا پھر میں اتر کر خدمت والدہ ماجدہ حاضر ہو کر التماس کی کہ مجھے راہ خدا میں وقف فرما دیجئے اور کھلے دل سے خوشی اجازت فرمایئے کہ میں تحصیل علم بھی حاصل کروں اور صلحا کی زیارت سے شرف یاب ہوں والدہ نے مجھے اس لعتبۃ تیاری کا سبب دریافت فرمایا۔ میں نے قصہ مذکورہ من وعن سنایا آپ میری مفارقت پر آبدیدہ ہوئیں اور اسی دینار کہ متروکہ والد ماجد تھے لاکر میرے سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ جس قدر مناسب ہوں لے لیجئے اور خدا حافظ میں نے چالیس دینار اٹھا لئے۔ آپ نے وہ چالیس دینار میری گودڑی میں ٹانک دیئے اور نصیحت کی اور عہد لیا کہ ہر حال مین سچ کہتے رہنا اور اجازت فرما کر وداع کرتی ہوئیں دروازے تک قدم رنجا فرمایا اور روتے ہوئے کہا کہ میں نے محض طلب رضائے الٰہی پر تمہیں اپنے پاس سے جدا کیا اور تیرے جیسے فرزند کے دیدار کو حسبۃً للہ قطع کر دیا اب بجز قیامت تیرا دیکھنا نصیب نہ ہو گا فرماتے ہیں کہ میں رخصت لے کر ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ جو بغداد کی جانب

جارہا تھا ہو لیا ہمدان سے جب ہم گزرے تو اچانک ساٹھ سواروں نے گھیر لیا اور قافلے کو لوٹ لیا لیکن مجھ سے معترض نہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ایک نے میرے پاس آکر کہا کہ اے فقیر تو بھی اپنے پاس کچھ رکھتا ہے۔ میں نے سچ کہہ دیا کہ چالیس دینار۔ اس نے پوچھا کہاں ہیں میں نے جواب دیا کہ بغل کے نیچے کپڑے میں سلے ہوئے ہیں اس نے اس کو استہزاء خیال کر کے میرا خیال چھوڑ دیا بعدہ ایک دوسرا قزاق میرے نزدیک ہو کر پوچھنے لگا کہ آپ کے پاس کوئی چیز ہے میں نے وہی جواب دیا وہ بھی رفوچکر ہوتا نظر آتا اتفاق سے انہوں نے اپنے سردار کو یہ ذکر کیا اس نے مجھے اس حالت میں بلایا کہ وہ تقسیم مال کر رہا تھا مجھے دیکھتے ہی پوچھا کہ کہاں ہیں میں نے کہا بغل کے نیچے پیراہن میں سلے ہوئے ہیں اس نے میرے کپڑے کو چیرنے پھاڑنے کا حکم دیا جتنے دینار میں نے کہے تھے اتنے نکال کر سامنے رکھ دیئے گئے پھر تعجب میں آکر سردار اقزاقان نے مجھ سے خطاب کیا کہ وجہ اعتراف کیا ہے میں نے کہا کہ میری والدہ نے مجھے صدق اور راستی کا عہد لیا ہوا تھا میں نہیں پسند کرتا کہ اس میں خیانت کروں میرے اس قول نے ایسا اثر کیا کہ وہ رونے لگا اور کہا کہ چند سال ہوئے ہیں کہ پروردگار عالم کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں اور یہ لڑکا اپنی والدہ کے عہد کی خیانت کرنا پر پسند نہیں کرتا۔ اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی پھر اس کے ماتحت بھی سب کے سب میرے ہاتھ پر تائب ہوئے اور قافلے کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا فرماتے ہیں اولاً تائبان بر دست من ایشاء بودند فرماتے ہیں کہ ۴۸۸ھ میں بغداد داخل ہوئے اور قلیل زمانہ میں تمام علوم میں مہارت پیدا کی کہ بر اقران خود فائق شد' غوث صمدانی فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانہ میں مجھے ایسے ایسے بھوک کے صدمے ہوئے کہ عالم الغیب جانتا ہے لیکن میں نے کبھی سوال نہ کیا حتی کہ چند یوم کے فاقے نے مجھے ایسا تنگ کیا کہ اگر خدائی امداد نہ ہوتی تو اس کا نبھانا ناممکن تھا آخر کار نوبت بانجار سید کہ

میں ایک مسجد میں لیٹا ہوا تھا کہ ایک فارسی جوان جو مسجد میں آکر میرے سامنے روٹی اور بریان کھانے لگا۔ میرا نفس قریب تھا کہ بے صبری کر کے اسکے ساتھ شامل ہونے کی اجازت طلب کرے لیکن میں نے اسے روکا کہ یہ امر نازیبا ہے اتنے میں اس شخص نے خود مجھ سے صلح کی میں نے انکار کیا۔ اسنے مجھے کہا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں میں نے جواب دیا کہ جیلان کا کہنے لگا خوب۔ آپ عبدالقادر جیلانی کو پہچانتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ یہ وہی ہے پھر وہ جوان بے چین ہو گیا اور کہنے لگا واللہ تین یوم سے آپ کی تلاش تھی آپ کی والدہ نے مجھے آٹھ دینار بھجوائے تھے کہ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو دے دینا اس امانت کے سپرد کرنے کے لئے میں تلاش کرتا رہا آخر نوبت بایں جا رسید یہ کھانا بھی بوجہ تنگدستی کے آپ کی رقم سے لایا ہوں پھر معافی طلب کی اور مجھے شریک ہونے کو کہا میں نے اس کی معذرت قبول کی بعد ازاں وہ کھانا ہم دونوں نے ملکر کھایا جو بچا میں نے اسی کو دیدیا اور اس رقم سے بھی کچھ میں نے اسے عطاء کیا (قلائد الجواہر)

قطع نظر واقعات مذکورہ کے حضور غوث اعظم کے مادر زاد ولی ہونے پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے اور ولی اللہ بحیثیت ولایت کے سن طفولیت و کہولیت کا محتاج نہیں ایسے عوارض اس کی ولایت کو حائل نہیں۔ علاوہ ازیں نبوت ولایت کا عکس مسلم ہے اور نبوت کے لئے مخالفین کو انکار نہیں اور ہو سکتا ہے جبکہ عیسی علیہ السلام کا طفولیت میں گفتگو کرنا اور علم و شعور نص قطعی سے ثابت ہے حضور علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ودیگر انبیاء کرام کا بولنا بھی عند المخالفین مسلم ہے۔

بلکہ متعدد اولیاء کرام کے لئے بچپن کا روزہ اور دیگر شعوری باتیں منقول مثلاً حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی بعض روایات سے ثابت ہے۔

بخاری شریف ودیگر احادیث کی کتب میں خورد سال بچوں کے واقعات منقول ہیں

ان میں اولیاء وغیرہ کاذکر ہے قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے شاہد کاواقعہ ہمارے دعویٰ کی بہترن دلیل ہے جبکہ اس نے پورے وثوق اور نہایت پختہ دلیل سے یوسف علیہ السلام کے متعلق شہادت پیش کی سورۃ یوسف میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمہید

فقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ ' سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جولبات میں رسالہ "التحقیق الافخم فی عرس غوث اعظم"

﴿عرف﴾

گیارہویں شریف لکھ کر ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

تمہید

ہم اہلسنّت کو حضور شہنشاہ ولایت غوث الثقلین سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے خصوصی نسبت و عقیدت ہے اسی وجہ سے جس تاریخ کو آپ کا وصال ہوا اسی تاریخ کی ہم گیارہویں شریف سے موسوم کرکے خیرات کا اہتمام کرتے ہیں اسی دن فقراء و مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے ایصال ثواب کے طور پر دودھ تقسیم کرتے ہیں محفلیں منعقد کی جاتی ہیں اور شمع غوثیت کے پروانے تاجدار جیلان کی بارگاہ قدس میں نذر عقیدت پیش کرتے ہیں اس سلسلہ کو اتنا وسعت ہوئی کہ اسلامی حلقوں میں ہم گیارہویں شریف کے نام سے یہ طریقہ مشہور ہوا ہے اس کے اثبات میں دلائل قرآن و احادیث کی روشنی میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ع۔شاید کہ اتر جائے کسی دل میں میری

بات۔

مقدمہ

ا۔اس مسئلہ میں دور سابق میں کسی فرقے سے اختلاف منقول نہیں غیر مقلدین وہابی اور ان کے باقی رشتہ دار دیوبندی احراری تبلیغی کانگرسی، مودودی، غلام خانی چکڑالوی وغیرہ وغیرہ جب سے پیدا ہوئے جہاں دوسرے مسائل میں اختلاف کیا مسئلہ گیارہویں میں بھی نہ صرف اختلاف کیا بلکہ بہت سے بد دماغ گیارہویں کا نام سن کر چڑتے ہیں اور بہت سے بد بخت گیارہجویں کے ختم کو معاذ اللہ حرام اور خنزیر وغیرہ وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں

۲۔ گیارہویں شریف میں مندرجہ ذیل امور ہوتے ہیں(ا) شیرینی یا دودھ یا بکرا وغیرہ کا گوشت پکا کر فقراء اور احباء واعزہ اقارب کے اجتماع میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے سلسلہ اولیاء و عوام کی ارواح کا ثواب بخش دیا جاتا ہے فرداً فرداً مخالفین ہر مسئلہ ہمارے ساتھ متفق ہیں صرف انہیں چند باتوں سے ضد ہے جنہیں تفصیل سے بعد کو عرض کیا جائے گا۔

۳۔ جہاں جہاں اسلام پھیلا وہاں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام لیواء بھی پہنچے اب جہاں آپ کو مسلمان ملے گا وہاں گیارہویں والے پیر کا مرید بھی ملے گا اور بفضلہ تعالیٰ اسلاف میں ایسے اکابر گیارہویں شریف کے پابند ملیں گے جن کے مخالفین صرف اسماء گرامی سن کر سرنگوں ہو جاتے ہیں چند ایک حضرات کے اسماء مع ان کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۴۔ امام یافعی ؎ رحمتہ اللہ علیہ کتاب قرۃ الناظرہ کے صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔" ذکر یازدہم حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ بود ارشاد شد اصل یازدہم این بود کہ حضرت غوث صمدانی بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ بہ چہلم نبی کریم ﷺ کردہ بودند آں

یہ امام یافعی قدس سرہ کسی مولوی کا نام نہیں بلکہ وہ ایک نامور شخصیت تھی کہ جس کے شاگردوں میں مخدوم جہانیاں جہاں گشت جیسے شیخ الاسلام قدس سرہ ایک ہیں ذکر کمثاو سیدنا السید بی الرضی الوصی ابو المحاسن سیدی الشیخ الکامل العارف المعظم المکرم ابی الفتح الشیخ حامد الحسنی الجیلانی نقلا من انوار القادریہ تصنیف المخدوم الاعظم الاکرم الامجد الافخم۔

نیاز آنچناں مقبول و مطبوع افتاد کہ در ہر مہ بتاریخ یازدہم رسول مقبول ﷺ مقرر فرمودند دیگر اتباع حضرت غوث پاک بہ تقلید وے یازدہم می کردند آخر رفتہ رفتہ یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد الحال مردم فاتحہ حضرت شاں دوازدہم می کنند و تاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی ہفت وہم ربیع الثانی بود"

ترجمہ : حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کا ذکر تھا ارشاد ہوا کہ گیارہویں کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ حضور پر نور پیغمبر پاک ﷺ کے چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے وہ نیاز اتنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ زاں بعد آپ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ہی نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا ختم شریف اور نیاز دلانے لگے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز حضور غوث پاک کی گیارہویں شریف مشہور ہو گئی آج کل لوگ آپ کا عرس مبارک بھی گیارہ تاریخ کو کرتے ہیں حالانکہ آپ کی تاریخ وصال سترہ ربیع الآخر ہے"

معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف اصل میں حضور ﷺ کا عرس مبارک ہے جو غوث پاک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہو گیا ہم عرس کی بحث آگے چل کر عرض کریں گے۔

۲۔ حضرت شیخ عبدالحق[1] محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "ماثبت بالسنۃ ص ۶۷ میں فرماتے ہیں۔

قد اشتہر فی دیار ناھذا الیوم الحادی عشر و ھو المتعارف عند مشائخنا من اھل الھند من اولادہ

[1] یہ وہی شیخ عبدالحق قدس سرہ ہیں جن کی خود حضور علیہ السلام نے دستاربندی کر کے شیخ الحدیث بنا کر بھیجا آپ کے فیض سے اقلیم ہند کے علماء کہلوانے والے بریلوی دیوبندی غیر مقلدین بہرہ ور ہوئے یہ وہی شیخ ہیں جن کو حضور علیہ السلام کی ہر وقت زیارت ہو جاتی تھی اس لئے انہیں حضوری ولی کہا جاتا ہے خود اشرف علی تھانوی نے مانا ہے دیکھو الافاضات الیومیہ

ہمارے ملک میں گیار ہویں شریف کا دن مشہور ہے اور یہی ہمارے مشائخ جو پیران پیر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں کے نزدیک متعارف ہے اسی طرح پیرومرشد سیدنا سید بہی رضی الوصی، ابوالمحاسن نے سیدنا شیخ کامل عارف معظم مکرم ابوالفتح شیخ حامد حسنی جیلانی اور اد قادریہ سے نقل کیا شیخ محقق قدس سرہ نے اسی مقام پر آپ گیارہویں شریف کو حضور غوث پاک کا عرس قرار دیا ہے اور آپ کی تاریخ وصال بھی گیارہ ربیع الآخر ہی لکھی ہے (ماثبت بالسنہ ص ۱۲۷ میں تحریر فرمایا" هو الذی ادرکنا علیه سیدنا الشیخ الامام العارف الکامل الشیخ عبدالوهاب القادری المتقی فانه قدس سره کان یحافظ فی یوم عربیه هذا التاریخ او علی مارآی من شیخسه الشیخ الکبیر علی المتقی اومن غیر من المشائخ رحهم الله۔ یعنی یہ وہ تاریخ ہے کہ جسپر ہم نے شیخ کامل عارف عبدالوہاب قادری رحمتہ اللہ علیہ کو پایا ہے یہ حضرت ہمیشہ اسی تاریخ کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا عرس شریف کیا کرتے تھے یا اس سبب سے کہ اپنی پیرومرشد شیخ الکبیر علی متقی یا اور کسی بزرگ کو دیکھا ہے یہی شیخ محق بر حق فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ امان پانی پتی علیہ الرحمتہ جو کہ اولیاء کرام میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں ربیع الثانی کی دس تاریخ کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے تھے (اخبار الاخیار) حضرت ملا جیون؎ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت ملا محمد علیہ الرحمتہ اپنی کتاب وجیز الصراط میں فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینہ میں مقرر فرمادیا ہے۔

؎ یہ وہ ملا جیون قدس سرہ نہیں جنھوں نے نور الانور لکھی ہے بلکہ یہ اور عالم دین ہیں جو داجل میں رہتے تھے ہمارے بعض معاصرین کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

روایت باسند

یعنی

گیارہویں شریف خاندان

غوثیہ مآب میں

سیدنا مرشدنا و مرشدنا شاہ عبدالحق کے حضرت موسیٰ پاک شہید قدس سرہ نے تیسر االشاغلین ص ۱۰۰ میں لکھا کہ شیخ و مولائی وسیدی و سندی و جدی حضرت قطب عالم شیخ عبدالقادر ثانی کہ در زمان خود ثانی نداشت فرزند صوری و معنوی و ہم سجادہ نشین و قائم مقام شیخ محمد قادری است در کتاب اور اد قادریہ خود بخط شریف نوشتہ و درانجا نص کردہ کہ فوت غوث اعظم یازدہ شہر ربیع الثانی است و بس وے شیخی و مرشدی و الٰہی سیدی حامد کہ ہم سجادہ نشین و قائم مقام و ہم خلیفہ مطلق کامل مکمل جد خود حضرت شیخ عبدالقادر ثانی بود و دارانجا کہ مشہور ایام عرائس مشائخ سلسلہ قادریہ رانجط خود نوشتہ است 'عرس حضرت غوث اعظم تاریخ یازدہم ربیع الثانی پھر لکھا ہے کہ۔

دیگر در بلاد عرب و عجم سندھ و ہند تاریخ یازدہم شہر ربیع الثانی عرس حضرت غوث اعظم می کنند و دریں روز اطعمہ 'مجالس و انواع خیرات تبرعات می نمایند و اجماع و انعقاد عرب و عجم بریں تاریخ منعقدہ شدہ (از غوث اعظم برخوردار ص ۲۷۳)

ف : عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ مشائخ سلسلہ قادریہ ہر دور میں گیارہویں شریف کرتے رہے اور وہ مشائخ ان فتویٰ باز مولویوں سے علم و عمل اور تقویٰ و طہارت میں کروڑ درجہ نہ صرف بہتر تھے بلکہ آج کل ان فتویٰ بازوں کو ان کے ایک معمولی خادم سے نسبت دینا بھی ان مشائخ کے شان کے خلاف ہے۔

گیارہویں کے نام سے موسوم کیوں ؟

اس سے ایک طرف دلائل سے واضح ہوا کہ قدیم الایام سے اولیاء اور مشائخ فقہاء محدثین و مفسرین گیارہویں شریف کرتے چلے آرہے ہیں دوسری طرف اس کا گیارہویں شریف کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ بھی معلوم ہوئی اس سے دہابیہ دیوبندیہ کا وہم دور ہونا چاہئے جب کہ کہا کرتے ہیں کہ اسے گیارہویں شریف کیوں کہا جاتا ہے اس کا ہم یہی جواب دیں گے کہ۔

۱۔ چونکہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال پاک کی یہی تاریخ ہے اسی لئے اس کے یوم وصال کو لفظی مناسبت سے گیارہویں کے نام سے موسم ہوئی۔

۲۔ اسی تاریخ کو اولیاء کرام و فقہاء و محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک نہایت عقیدت اور بڑے اہتمام سے کرتے چلا آئے ہیں اسی شہرت کی بناء پر اسے گیارہویں سے موسوم کیا گیا۔

۳۔ اس کی اور وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ پیر پیران میر میران سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہر گیارہ تاریخ کو حضور سید الانبیاء علیٰ نبینا علیہم السلام کا عرس مبارک کیا کرتے تھے اس لئے غوث الاعظم کے شیدائی بتقلید واطاعت آنجناب گیارہویں کرتے ہیں چونکہ یہ انتساب بہ عالی جناب تھا اسی لئے یہ گیارہویں پیر پیران اور خود پیر صاحب گیارہویں والے مشہور ہوئے (کذافی انوار الرحمٰن اس کا دوسرا حوالہ امام یافعی احمد اللہ) ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

۴۔ بعض کہتے ہیں کہ جس بوڑھیا کی بارات کو سیدنا غوث اعظم نے دریا سے نکالا تھا اس نے غوث اعظم سے عقیدت کی بناء پر خیرات، صدقات بروح غوث اعظم رضی اللہ عنہ وافر دروافر کئے اسی لئے اس نام سے گیارہویں مشہور ہے۔

۵۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کے مریدین ملازمین کو دسویں کو تنخواہیں ملتی تھیں وہ سب کے سب اسی تاریخ کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام ایصال ثواب بہت زیادہ کرتے تھے اسی بناء پر اسے گیارہویں کہا گیا۔

خلاصہ یہ کہ

اگرچہ گیارہویں شریف کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال آئے ہیں لیکن میرے نزدیک وہی دو قول زیادہ معتبر اور قرین قیاس ہیں۔ ۱۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم ﷺ کے عرس مبارک پر مداومت کر رکھی تھی ان کی مداومت پر وہ تادم زیست پھر بعد وصال تا قیامت ان کے عمل کو گیارہویں اور ان کے اسم گرامی کو گیارہویں والے کہا جانے لگا اور انشاء اللہ تعالیٰ کہا جائے گا۔ ۲۔ چونکہ آپ کا وصال گیارہ تاریخ کو ہوا آپ کے وصال شریف کی نسبت سے آپ کے عرس مبارک کا نام گیارہویں شریف پڑ گیا۔

(سوال)

تم نے کہا کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال گیارہ ربیع الثانی کو ہوا حالانکہ بحر السرائرد ماثبت بالسنۃ و دیگر کتب سے کہ ۷ ربیع الثانی سے ۱۸ ربیع الثانی تک روایات ملتے ہیں کسی نے ۹ کسی نے گیارہ کسی نے ۱۳، ۱۷، ۱۸ ذکر کیا ہے۔

جواب

یہ تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق اختلافات ہے۔ یا لوگوں نے حضور سرور عالم ﷺ کے وصال شریف میں بھی اختلاف کیا ہے کسی نے ۹ بتائی تو کوئی ۱۸ ربیع الاول کہتے ہیں لیکن بعض محدثین ؎ نے اسی قول کو لیا ہے یعنی بارہ ربیع الاول ہے اسی طرح غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق جمہور کا قول گیارہ تاریخ کا ہے باقی اقوال کے لئے لااصل لہ فرمایا چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ماثبت بالسنۃ میں گیارہ تاریخ

؎ اگرچہ یہ قول بھی ضعیف ہے تحقیق دیکھئے فقیر کا رسالہ ۱۲ ربیع الاول کو ولادت یا وفات

کو متعین کر کے ۱۷ ربیع الثانی کے قول کے لئے لکھا" لااصل لہ" اور خاندان غوثیہ کا محقق ترین قول کو ہم نے پہلے لکھا ہے کہ وہ گیارہ تاریخ پہ اجماع اولیاء لکھا اور متعدد روایات میں یہی ثابت ہے چنانچہ شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ ما ثبت بالسنۃ میں لکھتے ہیں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال گیارہ ربیع الثانی کو ہوا اس کا حوالہ ہم پہلے لکھ آئے یہی شاہ صاحب قدس سرہ اخبار الاخیار ص ۲۴۲ میں لکھتے ہیں کہ

یازدہم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کرد ربیع الآخر کی گیارہ کو عرس کیا کرتے ہیں۔

نیز

تفریح الخاطر ص ۱۳۹ میں لکھا ہے کہ

و فی لیلة الاثنین بعد صلوة العشاء بعدی عشرة من ربیع الثانی سنة خمسماة واحد و ستین : حضور غوث اعظم کا وصال سوموار کی شب کو عشاء کے بعد گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ کو ہوا۔

غوث وقت حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی قدس سرہ نے فرمایا کہ مانا کہ گیارہویں تاریخ ضعیف بھی ہو تو۔

بقاعدہ اصول کہ روایت ضعیف بہ سبب کثرت عمل قوی و مفتی بہ می شود اس کے بعد فرمایا کہ بواعد اصول کا قاعدہ ہے کہ روایت ضعیف کثرت عمل سے قوی اور مفتی بہ بن جاتی ہے۔

بقواعد اصول مقرر است کہ روایت ضعیف از سبب کثرت عمل قوی و مفتی بہ میشود خلاف ازو جائزنہ تیسیر المشاغلین ص ۱۰۰ اور غوث اعظم ص ۲۷۳

قاعدہ اصول مسلم ہے کہ روایت ضعیف جب قوی اور مفتی بہ ہو جائے تو اسے رد کرنا یا اس

کے خلاف کرنا نا جائز ہے ۔

چونکہ ۱۷ تاریخ لکھنے والے بھی بڑے بڑے نامی گرامی علماء اور محقق تاریخ دان تھے اسی لئے اس کی توجیہ ضروری ہے اسی لئے مسٹر طامس ولیم میل صاحب بہادر نے بھی مفتاح التواریخ نے بھی گیارہ تاریخ کو قبول کر کے آخر میں لکھا کہ سہو کاتب کی وجہ سے یہ غلطی ہوتی رہی کہ اس نے یازدہم کو ہفتدہم لکھ دیا ورنہ تحقیق وہی ہے کہ غوث اعظم کے وصال کی تاریخ گیارہ تھی بہر حال سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کی نسبت سے گیارہویں شریف کے نام مشہور ہوئی ورنہ دراصل یہ وہی ایصال ثواب یہ ہے جسکا اقرار نہ صرف دیوبندیوں کو بلکہ غیر مقلدوں وہابیوں اور نجدیوں کو بھی ہے لیکن چونکہ مخالفین کا طریقہ ہے کہ جس مسئلہ سے ضد اور عناد ہو تو اس کے خلاف بجائے صریح انکار کرنے کے طرح طرح کے حیلے حوالے بناتے ہیں۔

نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا

ورنہ ظاہر ہے کہ ہم گیارہویں شریف کو اصلی اور حقیقی ایصال ثواب کی صورت مانتے ہیں صرف بوجہ نسبت کے نام علیحدہ رکھ دیا ہے ہزاروں عبادات ہیں جنہیں معمولی نسبت سے علیحدہ نام دیا جاتا ہے ۔

۱۔ تسبیح فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو کون نہیں جانتا ۔ وہ ایک عبادت ہے لیکن اسے چونکہ بی بی صاحبہ سے نسبت ہے اسی لئے اس نام سے موسوم ہوتی ہے ۔

۲۔ صلوۃ التسبیح اگرچہ وہ ایک نماز ہے لیکن چونکہ اس میں تسبیح بار بار پڑھی جاتی ہے اس لئے اس نام سے موسوم ہے

وہابیوں دیوبندیوں کے لئے مقام عبرت

چونکہ شرعی اصول کے مطابق "گیارہویں شریف" ایک مقدس عمل اور متبرک فعل

ہے جس سے ہزاروں بلکہ بیشمار فیوض وبرکات نصیب ہوتے ہیں لیکن انہیں جو اس طریقہ کار سے حقیقی طور نسبت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندو پاکستان کے علاوہ ممالک اسلامیہ کے ہر خطہ میں گیارہ ربیع الثانی عرس شریف اور ہر ماہ کی گیارہ بلکہ ہر روز اہل اسلام انواع واقسام کے طعام و فواکہ حاضرین علماء واہل تصوف فقراء اور درویشیوں کے پیش کئے جاتے ہیں وعظ اور نعتیہ نظمیں بھی بیان ہوتی ہیں خوش بختوں کی گیارہویں شریف کی محفلوں میں اولیائے کاملین کی ارواح طیبہ تشریف لاتی ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مکتوبات مرزا مظہر جان جانان سے ایک مکتوب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"میں نے خواب میں ایک چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ دوزانو اور حضرت جنید رضی اللہ عنہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں استغنا' ماسوااللہ اور کیفیات فناہ آپس میں جلوہ نما ہیں یہ سب کھڑے ہو گئے پھر بعد کو چل پڑے۔

میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ معاملہ ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے استقبال کے لئے جارہے ہیں آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال ہیں حضرت علی نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت وعظمت کیساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ کون ہیں تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر ایک حجرہ ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی یہ تمام کمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں اس کی وجہ پوچھی تو ایک شخص نے کہا کہ: "**امروزعرس حضرت غوث الثقلین است بتقریب عرس بردند**" یعنی آج غوث اعظم کا عرس

تھا یہ حضرات اسی میں تشریف لے گئے تھے (کلمات طیبات شاہ ولی اللہ صفحہ نمبر ۷۸)

بحمدہ تعالیٰ یہ کیفیت اکثر بزرگوں کے اعراس میں ہوتی ہے اسی وجہ سے ہم اور ہمارے عوام گہری دلچسپی اور عقیدتمندی کے ساتھ اعراس کی حاضری دیتے ہیں لیکن شوم بخت نے اپنے گندے اور غلیظ حملے کرتے ہیں لیکن مندرجہ بالا حضرت مرزا مظہر جان جاناں کیساتھ پیش آنے والا واقعہ غیر مقلدین کے لئے بالعموم اور دیوبندیوں کے لئے بالخوص دعوت غورو فکر ہے غیر مقلدین تو اس لئے کہ یہ لوگ شاہ ولی اللہ کی علمی شخصیت کے پورے طور پر معترف ہیں اور اس واقعہ کو نقل کرنے والے شاہ ولی اللہ ہیں اور دیوبندی اس لئے کہ وہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی عظیم المرتب شخصیت کے نہ صرف مداح ہیں بلکہ انہیں بظاہر اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں کیا یہ واقعہ واقعی طور پر ان لوگوں کے لئے موجب غورو فکر ہم کہتے ہیں کہ اگر بغور اس عبارت کو پڑھا جائے تو ہمارے اور ان کے مابین کوئی ایک چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی باعث نزاع نہیں رہ سکتا لیکن ہم نہایت فخر کے طور کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ آج بزرگوں کے اعراس بالخصوص حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عرس پاک میں صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی شراکت ہوتی ہے خواہ ان کے مزاراعت پر ہوں یا جہاں پر مواقع میسر آئیں۔

اعراس اولیاء کرام بالخصوص حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک پاک میں شمولیت کرنے والوں کی سربراہی شیر خدا مشکل کشا' حیدر کرار سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم' سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر فرماتے ہیں ممکن ہے اس طرح اور مقدس ارواح بھی تشریف لاتے ہوں۔

خوش قسمت سنی

دور حاضر میں خوش قسمت ہے وہ گھرانہ جہاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ یا کسی اور

بزرگ کامل کی یاد میں خیرات و صدقات کے ساتھ ایسی محفلیں و مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں لیکن افسوس ہے ان بد قسمتوں پر جو ایسی مقدس و متبرک مجلسوں کا نہ صرف مذاق اڑاتے ہیں بلکہ اسے شرک جیسی غلیظ اور گندی گالی سے نوازتے ہیں دنیائے عالم میں ہزاروں بلکہ بیشمار ایسے واقعات ہو رہے ہیں کہ یہی شرارتی ٹولہ ایک طرف ایسی پاک اور مقدس محفل اور ایسے محبوب اور مرغوب غذا کو خنزیر اور دیگر خرافات بکتے ہیں لیکن ہاضمہ ایسا کہ جب شروع ہو جائیں تو " ہل من مزید " کا شور مچاتے ہیں اور کھائیں تو سیر نہیں ہوتے پالتی لگا کر بیٹھیں گے تو لقمہ بر لقمہ اٹھاتے ہوئے دم تک نہ لیں گے پھر عادت سے مجبور ہیں پوچھنے پر فتویٰ جڑ دیں گے کہ گیارہویں حرام وغیرہ وغیرہ۔

مکالمہ شوخ چشم وہابی اور حاضر جواب سنی

ہمارے ایک بزرگ دوست نے ایسے حرا مخور مفتیوں اور شوخ چشم وہابیوں کا ایک منظوم مکالمہ لکھا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

نظم

بندہ مسلماں ایک تھا — اس کا عقیدہ نیک تھا

تھا غوث اعظم پر اسکا یقیں — اس نے پکائی گیارہویں

وہ سادگی سے بے خبر — لے آیا اک ملاں کو گھر

ملاں تھا سنی ظاہراً — پکا وہابی باطناً

کھانے کو سنکر آگیا — سب اس کے چاول کھا گیا

کھا کے یوں بکنے لگا — یہ شرک توں نے کیوں کیا

سنی بھی اس کو کہنے لگا — میرا جواب بھی سنتا جا

آج میں سمجھوں گا یوں — دل کو تسلی دوں گا یوں

ناغہ میرا اس پل سہی پھر گیارہویں کل سہی
چاول جو توں نے کھالئے بے شک وہ ضائع ہوگئے
کتا میرے گھر آگیا
سب میرے چاول کھا گیا

ہوشیار سنو! ہوشیار

آپ حضرات نہایت سادہ دِل واقع ہوگئے ہیں اگرچہ آپ کو اپنے عمل کا ثواب مل ہی جائیگا لیکن فائدہ کیا کہ ایک عیار مکار آپ کا مال کھائے بلکہ چاہیئے کہ جیسے رزق طیب ہے اسکا کھانے والا بھی طیب ہو کیونکہ " الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات " قرآن مجید کا فیصلہ ہے ان غریبوں کو کوا' گوہ' کچھوا ودیگر غلیظ غذائیں چاہئے جیسا کہ ان کا مذہب ہے اور قرآن مجید کا فیصلہ کیا ہے۔ الخبیثات للخبیثین والخبیثون اللخبیثات

گیارہویں شریف کی حقیقت کیاہے

جیسا کہ ہم نے مختصر طور پر اس بات کی وضاحت کی ہے کہ شہنشاہ بغداد حضور غوث الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال پاک کی تاریخ گیارہ ربیع الآخر ہے اور گیارہویں شریف منانے کی خصوصی وجہ یہی ہے نیز لولیائے متقدمین لور جمیع اہلسنّت کا اس پر صدیوں سے عمل رہا ہے کہ وہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال پاک کی تاریخ پر کھانا وغیرہ آپ کی نیاز کا پکاکر غرباء مساکین میں تقسیم فرماتے لور قرآن مجید کی تلاوت کر کے طعام و کلام کا ثواب سیدنا غوث اعظم کے حضور میں پیش کرتے۔

منکرین کی طرف سے عام طور پر جو اہلسنّت پر بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر ہوتا ہے اس کا اہم جز گیارہویں شریف ہے جیسا کہ آپ اپنے اپنے علاقہ میں آزما کر دیکھ سکتے ہیں کہ جو

ـــ تفصیل فقیر کی کتاب آئینہ وہابی نما اور آئینہ دیوبندی نما ۱۲ میں ہے

مسلمان گیارہویں کا طعام پکائے گا تو فوراً یار لوگ کہہ دیں گے یہ بدعتی ہے حالانکہ گیارہویں شریف کے متعلق سیدھی سی بات یہ ہے کہ یہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس ہے چنانچہ شیخ محقق امام المحدثین خاتم الاولیاء سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتب "ماثبت بالسنۃ "اور اخبار الاخبار میں نہایت شرح سے تحریر فرماتے ہیں اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کون ہیں اور آپ کا علمی اور روحانی مقام کیا ہے یہ محتاج تعارف نہیں۔نجدی وہابی بالعموم اور دیوبندی وہابی بالخصوص آپ کے کمالات علمی کے معترف ہیں مذکورہ بالا دونوں کتب کے دیباچے مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتا ہے کہ اس کتاب کی عظمت اور صحت کی اس سے بڑھ کر اور دلیل کیا ہوگی کہ اس کے مصنف شاہ عبدالحق محدث دہلوی ہیں دوسری کتاب اخبار الاخیار کے دیباچے میں یہی صاحب اس طرح رقمطراز ہوئے ہیں کہ اولیاء اللہ کے حالات میں اخبار الاخیار دنیا کی بہترین کتاب اس لئے ہے کہ اس میں ہر واقعہ کو مصنف نے حدیث کی طرح سندیں حاصل کر کے تحریر فرمایا ہے بہر حال شاہ عبدالحق محدث دہلوی ایک ایسی عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہندوستان کو علوم حدیث کے مطالب و معارف سے روشناس کرایا جسکے اپنے پرائے سب معترف ہیں حتیٰ کہ وہابیوں کے امام صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ میں آپ کے مزار پر گیا تو وہاں رحمت کی برسات ہوتی تھی مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حضوری حاصل تھی (الافاضات الیومیہ فوائد جامعہ) شاہ عبدالحق صاحب قدس سرہ العزیز کا یہ تعارف اس لئے کروایا گیا ہے تاکہ منکرین گیارہویں شریف تھوڑا سا غور کریں اور بریلیوں کو بدعتی کہنے کے بجائے اس بات کو سوچیں کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جس وقت "نہ بریلوی تھے اور نہ دیوبندی اور نہ غیر مقلد وہابی تھے اور نہ مقلد وہابی "اگر

اس وقت جنہیں شیخ محقق علیہ الرحمۃ کامل اولیاء اللہ سے شمار کرتے ہیں گیارہویں شریف کی بدعت کا ارتکاب کرتے تھے تو پھر آج بریلویوں کو نشانہ ستم کیوں بنایا جاتا ہے اگر وہابیوں کے امام شاہ صاحب کے مزار پر رحمت کی برسات نظر آتی ہے اور دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی آپ کو صاحب حضوری سمجھتے ہیں تو پھر یہ تصور کسی طرح بھی نہیں کیا جاسکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں شرف باریابی حاصل کرنے والا شخص نہ صرف یہ کہ بدعت کی ترغیب دے بلکہ بدعات کے ارتکاب کرنے والوں کو کامل اولیاء اللہ کے رنگ میں پیش کرے ۔

اہلسنّت کے دلائل

تمہید

جو لوگ گیارہویں کو بدعت و حرام کہتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں

۱۔ کم علمی کی وجہ سے اصول قرآن و حدیث اور صحت معلومات سے معذور ہیں

۲۔ وہ علم کے باوجود دیانت سے کام نہ لیتے ہوئے محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے مخالفت کرتا ہے۔

۳۔ گیارہویں شریف کو صرف اس لئے بدعت و ناجائز کہہ دیا کرتے ہیں کہ ان کے اکابر اسے بدعت و ناجائز کہتے ہیں

جو لوگ دیانت علمی سے کام نہیں لیتے اور محض ہٹ دھرمی کی بناء پر اسلامی اتحاد کو مکدر بناتے رہتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ لوگ آج ہماری بات مانیں گے نہ بعد کو بلکہ ان کی قسمت میں نہ ماننا ہی لکھا ہے ہاں اگر کوئی فقیر کی تحریر کو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ کرے تو انشاءاللہ غلط فہمیوں کا ازالہ ممکن ہے ۔

دلیل اول

فقیر نے پہلے متعدد حوالہ جات پیش کئے ہیں کہ گیارہویں شریف کا عمل مدت سے قدماء صالحین و علماء راسخین و مشائخ کاملین میں معمول و مقبول رہا ہے اور فقیر نے ایسے نامور علماء و فقہاء و محدثین و مفسرین اور اولیاء مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی پیش کئے ہیں جن کا صرف نام مبارک اہل اسلام کے لئے موجب فخر و ناز ہے اور ان میں وہ حضرات مذکور ہوئے جن کے علم و عمل پر اسلام کو ناز ہے آجکل کے ہر فرقہ کے علماء ان کے نہ صرف خوشہ چین ہیں بلکہ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو موجودہ ہر فرقہ کے علماء کو ان کے ادنیٰ شاگردوں کے سامنے طفل مکتب کا مرتبہ مل جاتا تو یہ صاحبان اپنے لئے باعث برکت اور موجب رحمت سمجھتے۔

وہ حضرات قرآن و احادیث موجود علماء سے زیادہ ماہر و حاذق بلکہ روح اسلام کی بھی روح تھے جبکہ انہیں اسلام کے ہر مسئلہ کی تحقیق و تدقیق وافر درو افر نصیب تھی وہ بدعت کو بھی جانتے تھے اور سنت کو بھی لیکن باوجود اینہمہ گیارہویں کے نہ صرف قائل بلکہ عامل تھے اسی لئے ہم موجودہ دور کے محققین کی ہر نئی تحقیق کو تو دیوار پر مار سکتے ہیں لیکن ان کی تحقیق کو نہ صرف جائز بلکہ اپنے لئے حرز جان اور روح ایمان مانیں گے اس لئے کہ ان حضرات کے لئے نبی اکرم ﷺ نے پہلے کئی عرصہ اپنی امت کو سمجھایا "ما راہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن" جس کو مومن اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے

ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ **لاتجتمع امتی علیٰ الضلالۃ**

میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا

جب حضور نبی کریم ﷺ نے بھی تصدیق فرمائی ہے اور اسلاف میں بھی گیارہویں شریف کے متعلق کسی معتبر عالم دین کا انکار موجود نہیں تو پھر چند ضدی ملوانے

انکار کرتے ہیں حرج کیا ہے انکی بھی صرف ہٹ دھرمی اور ضد ہے اور بس۔

ورہ منصف مزاج مسلمان ان سے صرف یہی سوال کر کے سوچ لے کہ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ جس عمل کے عامل تھے کیا وہ بدعتی تھے اور حرامخور اور اگر معاذ اللہ وہ ایسے تھے تو پھر وہ اولیاء اللہ کہلانے کے حقدار کیسے حالانکہ مخالفین اب بھی انہیں اولیاء مانتے ہیں چونکہ بدعت انکا خانہ ساخت فتویٰ ہے فلہٰذا اسے پھینک دو کہ یہ انڈے ہیں گندے

دلیل نمبر ۲

گیارہویں شریف "ایصال ثواب" ہے جیسا کہ ہم نے رسالہ ہٰذا کے ابتداء میں عرض کیا ہے جب یہ ایصال ثواب ہے تو حرام کیوں۔ اسکی حرمت چند صورتیں مخالفین پیش کرتے ہیں اگرچہ مخالفین کے ہر اعتراض کے لئے ایک علیحدہ تصنیف ضروری ہے لیکن رسالہ ہٰذا کی مناسبت سے مختصراً ہر ایک جواب کا قرآن و حدیث اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اعتراضات جوابات

(۱)

اگر گیارہویں شریف ایصال ثواب ہے تو اسے گیارہویں شریف کیوں کہتے ہیں اصلی نام کیوں نہیں لیتے۔

جواب

نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا اس کے چند دلائل فقیر نے پہلے عرض کئے ہیں چند اور لیجئے۔

۱۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام سکھایا اس وقت ہر مسئلہ صحابہ کے دل و دماغ پر اثر کرتا چلا گیا لیکن انہوں نے کبھی کسی مسئلہ کو مستقل نام سے نہیں پکارا

؎ چونکہ ایصال ثواب متفق علیہ مسئلہ ہے اس لئے اس پر دلائل لکھنے کی ضرورت نہیں۔

لیکن آج ہم نے انہیں مسائل کو ایک ہیئت مستقلہ میں لاکر کسی فن کا نام "حدیث کسی کا تفسیر کسی کا فقہ وغیرہ وغیرہ پھر ہر ایک کے لئے ہم نے ہزاروں نہیں بے شمار ایجادیں کی ہیں۔

۲۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو علمی و عملی دولتوں سے نوازا لیکن آپ کے دور میں ہماری ایجاد کردہ اصطلاحیں نہیں تھیں مثلاً پڑھنے کی جگہ کا نام مدرسہ دارالعلوم، درس گاہ، جامعہ وغیرہ وغیرہ اور پڑھانے والا معلم، مدرس استاذ وغیرہ اور پڑھنے والے طلباء، طالبعلم، متعلم، تلمیذ وغیرہ وغیرہ، اس طرح ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں العاقل تکفیہ الاشارہ تفصیل فقیر کی کتاب العصمۃ عن البدعۃ میں ہے۔

جواب نمبر ۲

ایصال ثواب عام لفظ ہے جو عوام کے لئے بجتا ہے ہم اہل سنت چونکہ باادب واقع ہوئے ہیں اسی لئے ایک شیخ کامل کے ایصال ثواب کے نام کو نمایاں کر کے عوام میں ولی کامل کی شان کا امتیاز کراتے ہیں تاکہ ولایت کی عظمت کا سکہ دلوں پر بیٹھ جائے اور یہی عین فطرت ہے چنانچہ ہم سب آدم زادے انسان یا آدمی کہلاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک دوسرے سے ممتاز کرنے سے مختلف قومیں بنائیں تاکہ التباس نہ ہو کما قال وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔

چونکہ ایصال ثواب ایک عام حیثیت تھی پھر ہم نے انہیں مختلف شعوب و قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے سے متعارف ہو یعنی ایصال ثواب انبیاء و اولیاء کے نام نکلنے کو اعراس اور غوث اعظم کے عرس کو گیارہویں سے موسوم کیا جائے اس میں کونسا حرج ہے۔

سوال

تمہارے اس دوغلہ پالیسی سے ہم شاکی ہیں ایصال ثواب تو اللہ تعالی کے لئے ہوتا ہے اور تم اسے غوث اعظم کے نام کرتے ہو۔

جواب

یہ اہلسنّت پر بہت بڑا بھاری بہتان ہے اور تقریباً ایسے غلط تاثرات دے کر عوام کو وہابی دیوبندی اپنے دام تزویر میں پھنسا لیتے ہیں ورنہ ہم نے بارہا کہا لکھا اور کہتے ہیں اور کہتے رہیں گے کہ ہم بھی گیارہویں یا اعراس یا دیگر نذر و نیاز سب اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں اور ثواب انبیاء و اولیاء اور غوث اعظم کے ارواح مقدسہ کو پہنچاتے ہیں باقی رہا ان اشیاء پر انبیاء و اولیاء اور غوث اعظم کے نام لیا جانا یہ مجاز ہے اور ایسے مجازات قرآن و احادیثیت اور محاورات عرب اور ہمارے عرف میں کثیر الرواج اور روزمرہ کا معمول ہیں

چند احادیثی شواهد

"عن سعید بن عبادة قال یا رسول الله ﷺ ان ام سعدمات فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بیرأة و قال هذه لام سعد(ابو داؤد شریف) نسائی از مشکوة باب فضل الصدقه. ترجمه: سعید بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سعد کی ماں یعنی میری ماں مر گئی ہے پس کونسا صدقہ بہتر ہے آپ نے فرمایا۔ پانی' پس سعد نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے"

اس روایت میں ظاہر ہے کہ کنواں کھدوایا تو خدا تعالیٰ کے لئے گیا اور اس کا ثواب بھی ام سعد کے لئے مطلوب ہے لیکن حدیث شریف میں صرف لام سعد ام سعد کے لئے کا لفظ ہے یہی ہم کہتے ہیں۔

۲ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروری ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ کون ہے جو میرے لئے مسجد عشاء میں چار رکعت پڑھے اور کہے "ھذہ لابی ھریرۃ" یہ ابو ہریرہ کے

لئے ہے (مشکوۃ شریف باب الفتن) اس سے حضرت ابو ہریرہ کا مقصد بھی یہی تھا کہ نماز کا ثواب ابی ہریرہ کے لئے ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا بلکہ ابو ہریرہ کا نام لیا اسی سے نہ حضرت ابو ہریرہ کو کوئی مشرک کہہ سکتا ہے اور نہ اس اصحابی کو ہم کہتے ہیں پھر رہی گیارہویں غوث پاک کی' تو ہم مشرک کیوں مخالفین کو مذکورہ روایات کے متعلق مابہ الامتیاز واضح کرنا چاہئے بلکہ ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والے تمام امتیوں کا نام لیا۔ ملاحظہ ہو۔

من جابر بن عبدالله قال شهدت مع النبی ﷺ الاضحی بالمصلیٰ فلما قضی خطبة نزل عن منبره فاتی بکبشین فذبحه رسول الله ﷺ بیده و قال بسم الله و الله اکبر هذا اعنی و عمن لم یضح من امتی (رواۃ الترمذی ص ج ا۔ مشکوۃ شریف ص ا)

ترجمہ :ر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا نبی کریم ﷺ کے ساتھ عیدالضحیٰ کے دن میں حاضر تھا آپ جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو منبر سے اترے پس آپ کی خدمت میں دو بکرے حاضر کئے گئے بس ذبح فرمائے آپ نے اپنے دست مبارک سے اور فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر واللہ اکبر یہ میری طرف سے اور اس کی طرف سے جس میرے امتی نے قربانی نہیں کی۔

اس میں قربانی اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور اس کا ثواب بندوں کو پہنچانا مطلوب ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ تو بجائے اللہ تعالیٰ کے نام لینے کے بندوں کا نام لیا جائے تو حرج نہیں دیکھئے حضور سرور عالم ﷺ نے قربانی کرتے وقت صاف کہہ دیا کہ یہ میری اور میری تمام امت کی طرف سے ہے چونکہ یہ بحث "**مااهل لغیر الله**" سے متعلق ہے اسے فقیر نے اپنی تفسیر اویسی میں تفصیل سے لکھا ہے اسی لئے انہی تین احادیث پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

عقلی دلیل

چونکہ ہر فرد جانتا ہے کہ یہ مسئلہ حقیقت و مجاز کا ہے جس طرح کائنات کی ہر چیز کا ملک و متصرف حقیقی اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اسی طرح ہر قسم کی گیارہویں دیگر نذرو نیاز، حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔

گیارہویں شریف نیاز وغیرہ کے طور پر انسانوں سے منسوب کی جاسکتی ہے جیسے فلاں کی روٹی اور فلاں کا مکان وغیرہ وغیرہ ۔

اگر حقیقت مجاز کے اس مسئلہ پر اعتقاد و یقین نہ رکھا جائے تو پھر دنیا کی کوئی چیز کسی دوسرے سے منسوب نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی حلال اور جائز رہ سکتی ہے تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر کا مطالعہ کیجئے۔

سوال

اگر واقعی گیارہویں شریف ایصال ثواب ہے تو پھر تم اسے نذرو نیاز سے کیوں تعبیر کرتے ہیں حالانکہ نذرو نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی خاص باتوں کو پیروں فقیروں کے لئے ثابت کرتے ہو اسی لئے مشرک ہو۔

جواب

یہاں بھی وہی حقیقۃً و مجاز والی بات ہے اس لئے کہ ہم نے نذرو نیاز مجازاً ہدیہ و تحفہ پر استعمال کرتے ہیں اور یہ ہمارا ادب ہے کہ ہم اولیاء و انبیاء علیہم السلام کے ایصال ثواب کو نذر و نیاز وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ اس لئے کہ ہم انبیاء و اولیاء کو زندہ مانتے ہیں اور یہ بحث اپنے مقام پر حق ہے اور شرعی امور میں سینکڑوں مسائل ایسے ہیں جن میں شرعی اصطلاحات کو مجازاً دوسرے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جسے فقیر نے متعدد مثالیں اپنی تفسیر میں لکھیں ہیں یہاں صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے جس سے غیر مقلدین اور

دیوبندیوں کا منہ تو بند ہو سکتا ہے لیکن ضد البتہ نہیں جائے گی اس لئے کہ وہ لاعلاج بیماری ہے ۔

حضرت ملاں جیون صاحب نور الانوار استاذ سلطان عالمگیر اورنگزیب رحمتہ اللہ علیہما ۔

ومن ههما علم ان البفرة المندورة للا ولياء كما هو الرسم فی زماننا حلال طيب (تفسیر احمدیہ)

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کے لئے لائی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال وطیب ہے ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

اپنے والد شاہ عبد الرحیم رحمتہ اللہ علیہ کا حال لکھتے ہیں کہ وہ قصبہ ڈاسنہ میں حضرت مخدوم اللہ دیا علیہ الرحمتہ کے مزار پر زیارت کو تشریف لے گئے جب آنے لگے تو حضرت مخدوم اللہ دیا نے مزار سے ارشاد فرمایا اے عبد الرحیم ذرا ٹھہرو۔ کچھ کھا کر جانا یہ سن کر والد صاحب ٹھہر گئے پھر ایک عورت اپنے سر پر چاول شیرینی لے کر آئی اور عرض کی کہ میں نے نذر و نیاز مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند گھر آئے گا میں اس وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا کے دربار میں ٹھہرنے والوں کو پہنچادونگی وہ اسی وقت آگیا اور میں نے یہ نذر پوری کردی اصل عبارت پڑھئے۔

آں گاہ زنے بیامد طبق برنج و شیرینی بر سر و گفت نذر کردم کہ اگر زوج من بیامد ہماں ساعتے طعام پختہ بہ نشیند گان درگاہ مخدوم اللہ دیہ رسانم دریں وقت آمد نذر ایفاء کردم و آرزو کردم کہ کسی آنجا باشد تناول کند۔ (انفاس العارفین ص ۴۴)

اس حکایت سے کئی مسائل مرتب ہوتے ہیں انہیں فقیر نے کرامت اولیاء

کتاب میں تفصیل سے لکھا ہے۔

وہابیوں دیوبندیوں کے پیشواؤں نے بھی لفظ نذر و نیاز تحائف و داہدایا بالخصوص اولیاء کرام وانبیاء علیہم السلام کے لئے بھی استعمال کیا ہے اگر یار لوگوں کو مشرک و بدعت کے فتویٰ بازی کا شوق ہے تو ذراع ایک فتویٰ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے لئے بھی شائع فرما کر ماجور من اللہ ہوں۔

سوال

ایصال ثواب کے تو ہم بھی قائل ہیں لیکن یہ جو تم معین کر کے گیارہویں یا عرس وغیرہ کرتے ہو یہ ناجائز ہے اور کسی شرعی فعل کو معین کیا جائے ۔

جواب

وہابیوں دیوبندیوں نے شریعت پاک پر بہتان باندھا ہے کہ کسی نیکی کو معین کیا جائے تو وہ حرام ہے ہم عوام دیوبندیوں وہابیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے کسی مولوی کے قرآن مجید کی صرف ایک آیت پڑھوائیں جس میں حکم ہو کہ جائز طریقہ کی تعین حرام ہے حالانکہ آیات قرآنی کا کوئی جملہ اور احادیث مبارکہ کے تمام تر ذخیرہ سے ایک حدیث یا حدیث کا ایک جملہ بھی ایسا نہیں مل سکتا جس میں تعین ایام کو اشارہ کنایہ سے بھی حرام اور بدعت وغیرہ کہا گیا ہو۔

اسی طرح

تمام تر اقوال اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ایک قول بھی ایسا نہیں مل سکے گا جس میں تعین ایما کی تردید کی گئی ہو۔

اور اگر ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ درست ہے اور مخالفین ہمارے اس دعویٰ کو قرآن کے دلائل سے توڑنے کی ہمت نہیں رکھتے تو پھر مجبوراً کہنا پڑے گا۔ لعنت اللہ

علیٰ لگاذبین ۔

حالانکہ

شریعت کے اکثر امور تعینات کے بغیر ہوتے ہی نہیں اور خود اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے بہت سے امور متعین فرمائے فقیر نے اس موضوع رپ ایک مستقل رسالہ لکھا ہے ۔ فی الحال چند ایک دلائل پیش کرنا ہے تاکہ ناظرین یقین کر سکیں کہ شریعت معطبو بہ میں تعین برائے مصلحت نیکی کے امور میں شرعاً جائز ہے۔

عقلی دلیل

نظام کائنات کا وہ کون سا کام ہے جس کے لئے کوئی دن معین نہیں نوع انسان کی تخلیق سے لے کر عالم آخرت تک کوئی بھی قضیہ تعین یوم سے خالی نہیں بچے کی پیدائش کا دن معین ہے شادی کا دن معین ہے موت کا دن معین ہے بہار و خزاں کے دن معین ہیں روزہ 'نماز' حج 'زکوۃ کے دن معین 'غرض دینی و دنیوی امور معین ایام ہی میں انجام پذیر ہوتے ہیں اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ تعین یوم کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں ان کا اپنا کوئی کام بھی معین دن کے بغیر نہیں ہوتا جلسوں کے دن معین کانفرنسوں کے دن معین 'تبلیغی دوروں کے دن معین اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو تعین یوم کا انکار کرنا قانون فطرت ہی کے خلاف ہے کیونکہ اگر تمام اموریوں ہی بے قائدگیوں او جر بغیر تعین ایام کے شروع کر دیئے جائیں تو حیات ہی درہم برہم ہو جائے گا یہ مسئلہ اتنابد یہہ ہے جس پر دلائل کی چنداں ضرورت نہیں۔

یہ تعینات

گیارہویں شریف اور اعروس اور دیگر اور ایصال ثواب جیسے نیک امور کے لئے کئے جاتے

ہیں کفر، شرک بدعت حرام اور ناجائز کیوں ہو جاتے ہیں کیا کوئی شخص دین ودنیا کا کوئی کام بغیر دن اور وقت کے تعین کیے سرانجام دے سکتا ہے۔

اپنی پیدائش سے لیکر مرتے دم تک انسان ایام واوقات کا پابند ہوتا ہے یا پابند کر دیا جاتا ہے ہم یہاں مثالیں نہیں بیان کریں گے بلکہ ہر ذی شعور سے درخواست کریں گے کہ خدارا سوچئے اور خوب سوچئے کہ کیا دن اور وقت کا تعین کرنا فی الواقع موجب کفر و شرک ہے یا بھٹکے ہوئے ذہنوں کی اختراع اور بہکے ہوئے دماغوں کی یاوہ گوئی اور بے ہودگی کی منہ بولتی تصویر ہے ہماری اس درخواست پر جو لوگ غور فرمائیں گے ان کی نوازش ہے اور جن کے ذہن اب بھی ان بھٹکے حضرات صاحبان کے فرامین تعصب آفرین میں الجھے ہوئے ہیں وہ اب ضرور دیکھیں کہ تعینات ایام کے متعلق شریعت کا مقدسہ کا کیا حکم ہے ملاحظہ ہو۔

قرآن مجید

ا۔رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا **وذکرھم بایام اللہ** یعنی نبی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے نبی اسرائیل پر نعمتیں اتاریں جیسے غرق فرعون من و سلویٰ کا نزول وغیرہ۔

فائدہ : معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے ان کی یادگار منانے کا حکم ہے۔

۲۔ مشکوۃ کتاب الصوم میں ہے **سئل رسول اللہ ﷺ عن صوم لیوم الاثنین فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علی** یعنی حضور علیہ السلام سے دوشنبہ روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتداء ہوئی۔

فائدہ : حدیث سے ثابت ہوا کہ یادگار منانا سنت ہے اس کے لئے دن مقرر کرنا سنت، حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنت، عبادت خواہ بدنی ہو جیسے کہ

روزہ اور نوافل یا مالی جیسے کہ صدقہ و خیرات تقسیم شیرینی وغیرہ۔

۳۔ مشکوۃ یہی باب فصل ثالث میں ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فنحن احق و اولیٰ موسی منکم ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں فصامه وامر بصیامه خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشورہ کے روزے کا حکم دیا چنانچہ اول اسلام میں یہ روزہ فرض تھا اب فرضیت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب باقی ہے۔

۴۔ مشکوۃ کے اسی باب میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس میں یہود سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا سال آئندہ اگر زندگی رہی تو ہم دو روزے رکھیں گے یعنی چھوڑا نہیں بلکہ زیدتی فرما کر مشابہت اہل کتاب سے بچ گئے۔

۵۔ یہ نمازیں گزشتہ انبیاء کی یادگاریں ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آکر رات دیکھی تو پریشان ہوئے صبح کے وقت دو رکعت شکریہ ادا کیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسمعیل علیہ السلام کا فدیہ دنبہ پایا۔ لخت جگر کی جان بچی۔ قربانی منظور ہوئی، چار رکعت شکریہ ادا کیں۔ یہ ظہر ہوئی وغیرہ وغیرہ معلوم ہوا کہ نماز کی رکعت بھی دیگر انبیاء کی یادگار متعین یادگار دین ہیں۔

۶۔ حج تا آخر جرہ و اسمعیل و ابراہیم علیہم السلام کی یادگار ہے اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا مگر صفا و مروہ کے درمیان چلنا، بھاگنا، منیٰ میں شیطان کو کنکر مارنا بدستور ویسے ہی موجود ہے محض، یادگار کے لئے اور پھر متعین اوقات میں۔

خلاصہ

بہر حال تعین نہ شرعاً حرام ہے نہ اس پر لفین کے پاس کوئی دلیل ہے۔ ہاں چند ایسے امور

ہیں جنہیں ہم بھی ایسی تعیین کو منع کرتے ہیں وہ چند امور مندرج ذیل ہیں۔

وہ دن یا جگہ کسی بت سے نسبت رکھتی ہو جیسے ہولی 'یولی کو اس کی تعظیم کے لئے دیگ پکا یا مندر میں جاکر صدقہ کرنا۔اس لئے مشکوۃ باب النذر میں ہے کہ کسی نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی میت کی تو فرمایا کیا وہاں کوئی بت یا کفار کا میلہ تھا عرض کیا نہیں۔ فرمایا جا اپنی نذر پوری کر۔اس تعین میں کفار سے بہت مشابہت ہو۔ واجب جاننا وغیرہ وغیرہ اور ہم اہل سنت کے جملہ معاملات میلاد شریف رجبی شریف 'اعراس مبارکہ ' گیارہوین شریف 'جمعراتین 'چہلم ' برسی وغیرہ بقدر ضرورت فقیر نے یہاں مختصراً لکھ دیا ہے تفصیل کے لئے الحبل المتین فی تحقیق التیعین ۔دیکھئے

گیارہویں شریف ایصال ثواب کا دوسرا نام ہے اس میں خیرات و صدقات اور کلام الہی 'مجلس وعظ وغیرہ کا ثواب سیدنا وغوثنا وغیاثنا ماوانا ملجانا محبوب رب العالمین غوث اعظم محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی روح مبارک کو ایصال ثواب ہوتا ہے اسکے ہر جز پر وہابیہ دیوبندیہ کو اعتراضات ہیں اسکے لئے علیحدہ علیحدہ تصانیف چاہیں جنہیں علماء اہلسنّت نے مدلل لکھا ہے انشاء اللہ تعالی ثم انشاء رسولہ الا علی ﷺ فقیر کو فرصت ملی تو ان پر علیحدہ علیحدہ رسالہ تحریر کرونگا۔

فقط والسلام

الفقیر القادری ابو صالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور (پاکستان) ۲۰۔۱۰۔۱۹۹۸

عربی کے بعد اردو زبان میں اہل سنت کے لئے عظیم علمی اور روحانی تحفہ

تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان

مترجم: عمدۃ المفسرین، سند المحدثین، استاذ العلماء، فیض ملت حضرت علامہ

محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ

گیارہویں صدی ہجری کے مشہور عالم معارف کامل علامہ محمد اسماعیل حقی قدس سرہ کی تفسیر روح البیان مستند تفاسیر کا خلاصہ، کتب احادیث وفقہ کے معتبر حوالوں سے مزین بے شمار معارف وحقائق کا گنجینہ اور اہل ایمان و عرفان کیلئے سرمہ بصیرت ہے خاص و عام اردو خواں طلبہ وعوام کی دینی معلومات میں بھی اس کے مطالعہ سے بیش بہا اضافہ ہوتا ہے۔ کامل تیس پاروں کی تفسیر روح البیان، عالمانہ و فاضلانہ، محققانہ و مؤرخانہ بھی ہے۔
حضرت فیض ملت علامہ اویسی صاحب مدظلہ قبلہ نے مہارت تامہ اور محنت شاقہ کے ساتھ فیوض الرحمان کے نام سے تفسیر روح البیان کا مکمل اردو ترجمہ فرمایا ہے آج ہی کامل سیٹ خریدیں اور خریدنے کی ترغیب دیں